http://www. Khatme-nubuwwat.org/

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

ہفت روزہ ختم نبوۃ

جلد نمبر ۱۷ | ۲۳ تا ۲۹ شوال ۱۴۱۹ھ مطابق ۱۲ تا ۱۸ فروری ۱۹۹۹ء | شمارہ نمبر ۳۸

اسلامی ریاست میں قادیانیوں کی حیثیت

انگریز کا زمانہ اور علماء حق

امت کی بقاء اور عقیدہ ختم نبوت

نواب قادیان نامنظور

مسائل کا اسلامی حل

دعوت کا بہتر اور مؤثر طریقہ

بوسیدہ مقدس اوراق کو کیا کیا جائے؟

س:...... قرآن پاک کے بوسیدہ اوراق کو کیا کیا جائے؟ ہمارے لطیف آباد میں ایک واقعہ ایسا رونما ہوا کہ ایک مسجد کے موذن نے قرآن پاک کے بوسیدہ اوراق ایک کنستر میں رکھ کر جلائے۔ موذن اپنے فالتو اوقات میں چھولے فروخت کرتا ہے اور محنت کر کے کماتا ہے۔ حج بھی کیا ہے اور عمرہ بھی ادا کیا ہے اور مسجد کا کام بھی خوش اسلوبی سے ادا کرتا ہے مگر قرآن پاک کے اوراق کو جلانے پر اس کے خلاف خطرناک ہنگامہ اٹھ کھڑا ہوا اسے فوری طور پر مسجد سے نکال دیا گیا۔ بعد میں پولیس نے اسے گرفتار بھی کر لیا اب آپ ازروئے شریعت یہ بتائیں کہ واقعی موذن سے گناہ سرزد ہوا ہے؟ قرآن پاک کے بوسیدہ اوراق ازروئے شریعت کون کون سے طریقوں سے ضائع کر سکتے ہیں؟ اس پر تفصیل سے روشنی ڈالئے؟

ج:...... مقدس اوراق کو بہتر یہ ہے کہ دریا میں یا کسی غیر آباد کنوئیں میں ڈال دیا جائے۔ یا زمین میں دفن کر دیا جائے اور بصورت مجبوری ان کو جلا کر خاکستر (راکھ) میں پانی ملا کر کسی پاک جگہ جہاں پاؤں نہ پڑتے ہوں، ڈال دیا جائے۔ آپ کے موذن نے اچھا نہیں کیا، لیکن اس سے زیادہ گناہ بھی سرزد نہیں ہوا جس کی اتنی بڑی سزا دی گئی لوگ جذبات میں حدود کی رعایت نہیں رکھتے۔

اخبارات و جرائد میں قابل احترام شائع شدہ اوراق کو کیا کیا جائے؟

س:...... عرض و گزارش یہ ہے کہ میں نے جناب صدر پاکستان کی خدمت میں اس مفہوم کا ایک عریضہ بھیجا تھا کہ آج کل نشر و اشاعت میں دین کا جو ذخیرہ اخبارات وغیرہ میں آرہا ہے وہ بہر حال بھلا اور وقت کی ضرورت کے عین مطابق ہے لیکن اس سلسلہ میں یہ پہلو بھی غور و فکر کا ہے کہ ایسے تمام اخبارات وغیرہ جب ردی ہو کر بازار میں آتے ہیں تو پھر ان متبرک مضامین کی بڑی بے حرمتی ہوتی ہے۔ پہلے مساجد میں کسی مجلس خیر کی طرف سے ایسی ہدایات آویزاں تھیں کہ ایسے ردی کاغذات مسجدوں میں محفوظ کرا دیا کریں، ان کو احترام کے ساتھ ختم کر دیا جایا کرے گا۔ پھر سابق وزارت امور مذہبی نے بھی اس کے لئے جگہ جگہ کنستر رکھوائے تھے، مگر اب یہ انتظامات نظر نہیں آرہے، عوام ہی کچھ کرتے ہیں اور پریشان ہو جاتے ہیں۔ رائے ناقص میں اخبارات وغیرہ کو ایسی ہدایت کی جائے کہ وہ اشتہارات میں بسم اللہ کے بجائے ۷۸۶ طبع کریں اور قرآنی آیات اور واحادیث کے ساتھ یہ ہدایت بھی طبع کرتے رہیں کہ یہ حصہ ردی میں دینا گناہ ہے اسے تراش کر احترام کے ساتھ ختم کیا جائے۔

میرے عریضہ کے جواب میں مجھے اطلاع دی گئی کہ میرا خط ضروری کارروائی کے لئے وزارت نشر و اشاعت اسلام آباد بھیج دیا گیا ہے، اسی زمانہ میں الفاظ کی بے حرمتی کے متعلق آپ سے بھی سوال کیا اور آپ نے جواب دیا کہ یہ بے ادبی ایک مستقل وبال ہے اس کا حل سمجھ میں نہیں آتا۔ حکومت اور سب کے تعاون کے بغیر اس سیلاب سے بچنا ممکن نہیں میں نے اخبارات سے یہ حصہ تراش کر برائے غور اپنے خط میں شامل کرنے کے لئے اپنے عریضہ کے ساتھ وزارت نشر و اشاعت کو بھجوا دیا۔ اخبار جنگ کراچی میں حکومت کی ہدایات اور جو فیصلہ شائع ہوا ہے اس کے تراشے میں اس عریضہ کے ساتھ جناب کو بھیج رہا ہوں۔ میری رائے میں اس مرحلے پر عوام سے جو یہ چاہا گیا کہ وہ ایسی عبارتوں کو اسلامی اور شرعی احکام کے مطابق تلف کیا کریں، اس میں عوام کے لئے اسلامی اور شرعی احکام کی وضاحت بھی ہو جائے تو عوام کا کام آسان ہو جائے گا اور ایسی وضاحت کا انتظام آپ جیسے محترم ہی مناسب اور صحیح طور پر فرما سکتے ہیں جو خالی از ثواب دارین نہ ہوگا۔

ج:...... اس سلسلہ میں چند امور قابل ذکر ہیں:

اول: اخبارات و جرائد کے ذریعہ اسمائے مبارکہ کی بے حرمتی ایک وبائی شکل اختیار کر گئی ہے، اس لئے حکومت کو بھی اخبارات کو بھی اور عام مسلمانوں کو بھی اس سنگینی کا پورا پورا احساس کرنا چاہئے۔ عوام کو احساس دلانے کے لئے ضروری ہے کہ جو عبارت سرکاری گشتی مراسلہ میں دی گئی ہے اخبارات اسے مسلسل نمایاں طور پر شائع کرتے رہیں۔

دوم: سرکاری طور پر اس کا اہتمام ہونا چاہئے کہ ایسے منتشر اوراق جن میں قابل احترام چیز لکھی ہوئی ہو ان کی حفاظت کے لئے مساجد میں، رفاہی اداروں میں اور عام شاہراہوں پر جگہ جگہ کنستر رکھوا دیئے جائیں اور عوام کو ہدایت کی جائے جس کو بھی کسی جگہ ایسا قابل احترام کاغذ پڑا ہوا ملے اسے ان ڈبوں میں محفوظ کر دیا جائے۔

سوم: ایسے کاغذات کو تلف کرنے کی بہتر صورت یہ ہے کہ انہیں سمندر میں یا دریا میں یا کسی بے آباد جگہ میں ڈال دیا جائے یا کسی جگہ دفن کر دیا جائے جہاں پاؤں نہ آتے ہوں۔ اور آخری درجہ میں یہ کہ ان کو جلانے کے بعد خاکستر میں پانی ملا کر کسی ایسی جگہ ڈال دیا جائے جہاں پاؤں نہ آتے ہوں۔

ہفت روزہ
ختم نبوۃ
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

جلد ۱۷ | ۲۳ تا ۲۹ شوال ۱۴۱۹ھ مطابق ۱۲ تا ۱۸ فروری ۱۹۹۹ء | شمارہ ۳۸

بانیاں
☆امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
☆مفتی احسان احمد شجاع آبادیؒ
☆مولانا محمد علی جالندھریؒ ☆مولانا لال حسین اخترؒ
☆مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
☆مولانا محمد حیاتؒ ☆مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
☆مولانا محمد شریف جالندھریؒ

سرپرست: خواجہ خواجگان حضرت خان محمد مدظلہ
مدیر اعلیٰ: مولانا محمد یوسف لدھیانوی
نائب مدیر اعلیٰ: مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری
مدیر: مولانا اللہ وسایا

مجلس ادارت
مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر
مولانا عبدالرحیم اشعر
مولانا مفتی محمد جمیل خان
مولانا نذیر احمد تونسوی
مولانا سعید احمد جلالپوری
مولانا منظور احمد الحسینی
مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی
مولانا محمد اشرف کھوکھر

سرکولیشن منیجر: محمد انور رانا
قانونی مشیر: حشمت حبیب ایڈووکیٹ
کمپوزنگ: خرم
سرورق ڈیزائن: فیصل عرفان

اس شمارے میں

زوال قادیان ..... نا منظور	(اداریہ)	4
امت کی بقا اور عقیدۂ ختم نبوت	(مولانا سید ابوالحسن علی ندوی)	6
انگریز کا زمانہ اور علماء حق	(سید شمشاد حسین شاہ)	12
اسلامی ریاست میں قادیانیوں کی حیثیت	(ملک شجاعت حسین)	16
مسائل کا اسلامی حل دعوت کا بہتر اور مؤثر طریقہ	(مولانا سید رابع حسنی ندوی)	19
کاتب وحی حضرت امیر معاویہؓ	(ابو شفقت قریشی سام)	21
اسلامی معاشرہ میں ادیبوں اور صحافیوں کا کردار		23
اخبار ختم نبوت		26
نعت رسول مقبول ﷺ	(ڈاکٹر اظہار افسر)	27

زر تعاون بیرون ملک: امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۰ امریکی ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۰ امریکی ڈالر
سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۰ امریکی ڈالر
زر تعاون اندرون ملک: فی شمارہ: ۵ روپے
سالانہ: ۲۵۰ روپے ششماہی: ۱۵۰ روپے سہ ماہی: ۸۰ روپے
چیک، ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت نیشنل بینک پرانی نمائش اکاؤنٹ نمبر ۹۔۳۸۴ کراچی (پاکستان) ارسال کریں۔

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ) ایم اے جناح روڈ کراچی، فون ۷۷۸۰۳۳۷، فیکس ۷۷۸۰۳۴۰
مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ ملتان، فون ۵۱۴۱۲۲-۵۸۳۴۸۶، فیکس ۵۴۲۲۷۷
لندن آفس: 35 STOCKWELL GREEN LONDON. SW9. 9HZ. U.K. PHONE: 0171-737-8199.

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری طابع: سید شاہد حسن مطبع: القادر پرنٹنگ پریس مقام اشاعت: جامع مسجد باب رحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نواں قادیان............نامنظور

جب سے پنجاب اسمبلی نے متفقہ طور پر قادیانیوں کے پاکستانی مرکز ربوہ کا نام تبدیلی کی قرارداد منظور کی تھی اس وقت سے ہم اس پر اسمبلی کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے تجویز پیش کی تھی کہ ربوہ کے نام کی تبدیلی اس طرح کی جائے کہ قادیانیوں کو کوئی پیشگوئی کرنے یا اس نام کے ذریعہ اپنے مذہب کی کوئی تائید کرنے کی کوشش کامیاب نہ ہو سکے اور اس پر خاص زور دیا تھا کہ نیو قادیان وغیرہ اس کا نام تجویز کرنا غلط ہوگا' اس سلسلے میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے صدر محترم جناب رفیق تارڑ صاحب اور جناب نواز شریف وزیر اعظم اور وزیر پنجاب کی خدمت میں گزارشات بھی پیش کیں تھیں لیکن اخباری اطلاع کے مطابق گورنر پنجاب نے ایک نوٹیفیکیشن اور حکمنامہ جاری کیا ہے جس میں ربوہ کا نام "نواں قادیان" رکھا گیا ہے' ہم پہلے بھی واضح کر چکے ہیں کہ لفظ "قادیان" مرزا غلام احمد قادیانی کے پیروکاروں کے لئے بہت مقدس ہے اور مرزا بشیر الدین نے پیشگوئی کی تھی کہ ہم قادیان واپس جائیں گے اور ہم اپنے روحانی مرکز پہنچیں گے۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے واضح طور پر لکھا ہے کہ "مکہ' مدینہ کی طرح قادیان کا نام قرآن کریم میں آیا ہے" اس لئے یہ نام رکھنے کے بعد قادیانی دنیا بھر میں واویلا مچائیں گے کہ ہمیں قادیان مل گیا۔ بدقسمتی یہ کہ ہمارے ارباب اقتدار' حکمرانی میں آنے کے بعد ذہنی سطح سے پیچھے کیوں چلے جاتے ہیں کہ ان کو صحیح بات کا ادراک اور احساس تک مٹ جاتا ہے۔ جب پنجاب اسمبلی نے متفقہ طور پر قرارداد پاس کی۔ اس تبدیلی کی وجہ بھی یہی تھی کہ قادیانی کہتے تھے کہ ربوہ کا نام قرآن مجید میں موجود ہے۔ حالانکہ جس وقت قرآن کریم نازل ہوا تھا' ربوہ کا نام ونشان تک نہیں تھا بلکہ پاکستان تک کا نام ونشان نہ تھا' پاکستان آج سے پچاس سال قبل اور ربوہ اس کے بعد بنایا گیا۔ جب ایک چیز تھی ہی نہیں تو اس کا نام قرآن کریم میں آگیا لیکن جس طرح قادیانی مذہب کی بنیاد جھوٹ پر ہے اسی طرح اس کی ہر تاویل کی بنیاد بھی جھوٹ پر مبنی ہے۔ جب ربوہ کا نام مقدس ہونے کی وجہ سے تبدیل کیا گیا تو قادیان سے تو زیادہ قادیانی شور مچائیں گے لیکن پتہ نہیں کہ گورنر صاحب کس طرح عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور مسلمانوں سے مشورہ کئے بغیر "نواں قادیان" نام رکھ دیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت' مجلس عمل ختم نبوت اور مجلس عمل ختم نبوت اور دیگر مذہبی تنظیمیں اور اہل دین حضرات کسی صورت میں اس نام کو قبول کرنے کے لئے تیار نہیں اس لئے ہم حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ "نواں قادیان" نام کا نوٹیفیکیشن واپس لیا جائے اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور مجلس عمل ختم نبوت اور تمام مذہبی جماعتوں کے نمائندہ علما کرام کو بلا کر کوئی متفقہ نام تجویز کیا جائے یا سابقہ نام چک ڈھگیاں ہی دوبارہ رکھ لیا جائے اس کے علاوہ کوئی صورت قابل قبول نہیں۔

پاکستان کی بدقسمتی.........عید الفطر کے اجتماع میں جھوٹا دعویٰ نبوت

اخباری اطلاع کے مطابق عید کی نماز کے بعد بادشاہی مسجد لاہور کے اجتماع میں ایک شخص نے کھڑے ہو کر جھوٹا دعویٰ نبوت کیا اور پولیس اس کو پکڑ کر لے گئی۔ اس اجتماع میں حکومت کے اعلیٰ عہدیدار موجود تھے۔ کتنے افسوس کی بات ہے کہ مملکت پاکستان میں جس کو پوری دنیا میں اسلامی قلعہ کی حیثیت سے پہچانا جاتا ہے' اس میں ایک نماز کے اجتماع میں اتنی جرأت کہ ایک شخص کھڑے ہو کر اطمینان سے ارتداد کا اعلان کر دیتا اور تاحال اس کو کوئی سزا نہیں ملتی' اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ ہماری عدالتیں اس قسم کی توہین میں حساس نہیں' ہمارے حکمرانوں کے بارے میں تو عدالتیں بڑی حساس ہیں۔ اسمبلی توڑنے' مارشل لا لگنے کے بارے میں تو عدالتیں رات کو بھی اسٹے آرڈر دے دیتی ہیں۔ دن رات سماعت کر کے فیصلے سنا دیتی ہیں لیکن اسلام یا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ان عدالتوں کو فرصت نہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے جھوٹا اعلان نبوت کیا عدالتوں نے اس مسئلہ کو کھینچ کر یہاں تک پہنچا دیا کہ ۹۰ سال بعد بڑی مشکل سے اسمبلی میں ان کے خلاف قانون منظور ہوا اور غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔ یوسف ملعون نامی شخص نے دعویٰ نبوت کیا' آج تک اس کے مقدمے کی سماعت تک شروع نہ ہو سکی اور ابھی تک اس کی میٹنگ ہو رہی ہے' گوہر شاہی کھلم کھلا اعلان کرتا ہے کہ وہ مہدی ہے' کراچی کی ہی نہیں بلکہ پورے پاکستان کی

در و دیوار پر نعرے لکھے گئے' پاکستانیوں کو امام مہدی کی آمد مبارک ہو' دعویٰ کیا کہ حجر اسود پر اس کی تصویر ابھری ہے' بکواس کی کہ امریکہ کے ایک ہوٹل میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی ہے۔ یہ تمام بکواس زبانی طور پر نہیں کی گئی بلکہ اخبارات میں اشتہار بھی دیئے گئے اس کے باوجود وہ اسلام سے دور و گمراہ کرنے کی کوشش کر رہا ہے اور آج نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ اجتماع کے اندر حکمرانوں کی موجودگی میں ایک شخص نے دعویٰ نبوت کر دیا۔ اگر پہلے جھوٹے کو سزا مل جاتی تو آج یہ نوبت نہ آتی۔ پاکستان میں قانون نافذ ہے کہ توہین رسالت کرنے کی صورت میں سزائے موت ہوگی' لیکن توہین رسالت کرنے والوں کو جرمنی اور امریکہ کے دباؤ پر وی آئی پی بنا کر ہائی کورٹ فیصلہ کے باوجود فرار کر دیا جاتا ہے۔ توہین رسالت کا قانون موجود ہے' مرزا غلام احمد قادیانی کی ذریت اپنے آپ کو مسلمان ظاہر نہیں کر سکتی' لیکن ان کا وزیر کنور ادریس اعلانیہ مسلمان بن کر وزیر کا حلف اٹھاتا ہے' اخبارات میں انٹرویو میں قرآن کریم کا لفظ استعمال کرتا ہے' مقدمہ کیا جاتا ہے تو عدالت سماعت کرنے کے لئے تیار نہیں' مقدمہ کراچی منتقل کر دیا جاتا ہے تاکہ مقدمہ کرنے والا ہر پیشی پر سزا بھگتے' سپریم کورٹ اس قانون کے دفاع کے بجائے مجرم کا دفاع کرتی ہے' کس کس مسئلہ کا رونا رویا جائے۔ آج کوئی نواز شریف کی کرسی پر بیٹھنے کے لئے سیاسی بیانات دیتا ہے تو اس کے خلاف انتقام کی سیاست شروع ہو جاتی ہے' لیکن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر حملہ کرنے والوں کے لئے کوئی سزا نہیں۔ آج جنگ اخبار کو سزا دی جا رہی ہے کہ وہ نواز شریف کے خلاف کیوں لکھتا ہے' لیکن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف اعلان کرنے والوں کے لئے کوئی قانون حرکت میں نہیں آتا۔ آج پاکستان میں ہر حکمران فرد کی عزت کے لئے تمام قوانین حرکت میں آتے ہیں' لیکن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس کی حفاظت کے لئے کوئی قانون حرکت میں نہیں آتا اور کوئی شخص اس کے لئے جدوجہد کرے تو اس کو فرقہ واریت اور مقدمہ بازی کا شوشہ بنا کر ٹالنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ بتلایئے جس ملک میں یہ حال ہو وہاں شکوہ کس سے کیا جائے؟ نواز شریف صاحب' صدر تارڑ صاحب ان تمام جھوٹے مدعیان نبوت کا وبال آپ پر ہوگا' اس لئے ان جھوٹے مدعیان کے خلاف جلد فیصلہ کریں تاکہ تاریخ میں آپ کا نام حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جاں نثاروں میں شامل ہو۔

مولانا حسین احمد نجیب صاحب کی رحلت

جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کے فاضل ہفت روزہ "ختم نبوت" کے سابق مدیر مولانا حسین احمد نجیب ۲۹/ جنوری کی رات کو انتقال فرما گئے۔ ۳۰/ جنوری کو حضرت مولانا محمد تقی عثمانی زید مجدہم نے نماز جنازہ پڑھائی اور ان کو ان کے استاد محترم مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی ولی حسن ٹونکی کے ساتھ سپرد خاک کر دیا گیا۔ مولانا حسین احمد نجیب بہترین عالم دین تھے' پوری زندگی دین کی تبلیغ میں گزاری' خوددار طبیعت تھی' نامساعد حالات اور تنگی کے باوجود خودداری کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا۔ ہفت روزہ ختم نبوت میں آپ کے اداریئے حق و صداقت اور انشاء پردازی کے اعتبار سے قابل تعریف تھے۔ حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانوی کے ساتھ خصوصی تعلق تھا' آپ نے گھر جا کر بچوں سے تعزیت کی۔ اللہ تعالیٰ حضرت مولانا حسین احمد نجیب صاحب کے درجات بلند فرمائے اور ان کے صاحبزادوں کو ان کے نقش قدم پر چلائے۔ حضرت اقدس مولانا خواجہ خان محمد صاحب' حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانوی' حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری' مولانا محمد اکرم طوفانی' مولانا اللہ وسایا اور ختم نبوت کے تمام مبلغین دعاگو ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے درجات کو بلند فرمائے' تمام مبلغین سے درخواست ہے کہ ان کے لئے ایصال ثواب کا اہتمام فرمائیں۔

عبدالسلام کے ٹکٹ تاحال جاری ہیں!

اسلام دشمن' پاکستان دشمن' پاکستان کو لعنتی ملک قرار دینے والے کی یادگاری ٹکٹ کی خرید و فروخت تاحال جاری ہے۔ صدر صاحب وزیر اعظم صاحب کو مطلع کیا جا چکا ہے' لیکن ابھی تک کوئی کارروائی نہیں کی گئی۔ ہمارا مطالبہ ہے کہ ان تمام ٹکٹوں کو ضبط کر کے ضائع کر دیا جائے ورنہ اس تمام گناہ کی ذمہ داری صدر رفیق تارڑ صاحب اور وزیر اعظم نواز شریف صاحب کے ذمہ ہوگی۔

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی

اُمّت کی بقا اور عقیدۂ ختمِ نبوت

مجلس تحفظ ختم نبوت کانپور کے زیر اہتمام حلیم ڈگری کالج گراؤنڈ میں کی جانے والی اہم تقریر جو حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی نے اکتوبر ۹۸ء میں فرمائی۔
بشکریہ "تعمیر حیات لکھنؤ" نذر قارئین ہے............(مدیر)

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم امابعد!

الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دیناً

وقال اللہ تعالیٰ عزوجل:

ماکان محمد ابا احدمن رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین

میرے عزیز بھائیو اور دوستو! اس موضوع پر آپ نے فاضلانہ' مفکرانہ' متکلمانہ اور تحلیلانہ و تجزیہ کے ساتھ بہت سی تقریریں سنی ہوں گی' میں ان تفصیلات میں نہیں جاسکتا' وقت کی کمی کی وجہ سے بھی اور عمر و صحت کے تقاضے سے بھی اور اس لئے بھی کہ اس کی ضرورت بھی نہیں سمجھتا' لیکن تاریخ کے نہ صرف ایک طالبعلم بلکہ ایک مصنف اور تاریخ عالم کے ایک واقف کار کی حیثیت سے بھی اور پھر اس کے ساتھ دنیا کے مختلف ممالک اور دنیا کے ایک بڑے حصہ کی سیر وسیاحت کرنے والے ایک داعی کی حیثیت سے بھی آپ کے سامنے کچھ خصوصی باتیں رکھنا چاہتا ہوں' ایسی باتیں جو اس موضوع پر فیصلہ کن ثابت ہوں گی۔

ایک تو یہ کہ جو ہم یہ آیتیں قرآن مجید میں پڑھتے ہیں اور اللہ کی توفیق سے ایک دو بار نہیں سینکڑوں ہزاروں بار پڑھی ہوں گی۔ اللہ توفیق دے کہ ہم ساری عمر پڑھتے رہیں' لیکن افسوس کی بات ہے کہ ان آیات سے جو نتیجہ نکلتا ہے اور ان آیات سے جو عقیدت ظاہر ہوتی ہے اور حقیقت تک پہنچنے کی جو توفیق ہوتی ہے' اس کی اہمیت پر بہت کم لوگوں نے غور کیا' پہلی آیت جو ہم نے آپ لوگوں کے سامنے تلاوت کی "الیوم اکملت لکم الخ" کہ آج کے دن میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کردیا' اپنی نعمت کو تمہارے لئے مکمل کردیا اور تمہارے اسلام کو حیثیت دین کے پسند کرچکا' انتخاب کرچکا۔

اور دوسری آیت کریمہ جو تلاوت کی "ماکان محمد ابا احدمن رجالکم الخ"

"میں نے جہاد کے خلاف اور حمیت دین کے خلاف اور برطانیہ کی مخالفت کے خلاف اتنی کتابیں اور رسالے لکھے ہیں کہ اگر انہیں جمع کردیا جائے تو پچاس الماریاں بھر جائیں۔"
کیا یہ مرزا قادیانی کے انگریزی ایجنٹ ہونے کا ثبوت نہیں ہے؟

کہ ارشاد خداوندی ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں بلکہ وہ اللہ کے رسول ہیں اور آخری نبی ہیں۔

ان آیات سے اس امت کو نہیں بلکہ عالم کو جو دولت ملی ہے' جو نعمت ملی ہے' جو خصوصیت ملی ہے' اس پر بہت کم لوگوں نے غور کیا' ایک بات تو یہ ہے کہ ان آیتوں سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے اختتام کا اعلان کیا کہ آپ خاتم النبیین ہیں' اور اس اعلان سے وحدت عقائدی اور وحدت ارکانی کی دعوت ملی' وحدت زمانی اور وحدت مکانی کی دعوت ملی' پہلی بات تو یہ ہے کہ قیامت تک کے لئے اب اس امت اسلامیہ امت محمدیہ کے عقائد بھی ایک ہوں گے ارکان بھی ایک ہوں گے اور دوسری بات یہ کہ ہر زمان و مکان میں' ہر عہد اور ہر دور میں اور ہر اس جگہ جہاں مسلمان آباد ہیں وہاں پر ایک وحدت پائی جائے گی' دینی وحدت اعتقادی وحدت' عملی وحدت۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ اس امت کو جو اپنے کو مسلمان کہتی ہے' قرآن کا کلمہ پڑھتی ہے' اسلام کا دعویٰ کرتی ہے' اس کے عقائد بھی آپ کی بعثت سے لے کر قیامت تک ایک رہیں گے' نماز وہی پانچ وقتوں کی' روزے وہی رمضان المبارک مہینے کے' زکوٰۃ وہی اپنے نظام اور نصاب کے مطابق جو بتایا گیا ہے۔ حج وہی بیت اللہ شریف کا اپنے تمام مناسک کے ساتھ اس کے تمام مناسک ہمیشہ ایک ہی رہیں گے' یہ جو وحدت ہے جو وحدت ارکانی ہے "وحدت عقائدی" یہ ہے کہ توحید کامل رہے گی' پیغمبروں کی رسالت اور انبیا کی نبوت پر ایمان'

جنہیں اللہ نے اپنے اپنے وقت اور اپنی اپنی جگہ اس نازک اور عظیم کام کے لئے انتخاب کیا اور پھر آخری پیغمبر اور آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اس کی خاتمیت پر بھی ایمان 'آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت و نبوت پر اس طرح ایمان کہ نبوت و رسالت آپ پر ختم ہے 'نبوت کے ساتھ نبوت کی خاتمیت پر بھی ایمان 'یہ کوئی معمولی اور ہلکی بات نہیں ہے 'دنیا میں کسی بھی امت کو یہ فضیلت نہیں ملی۔

ہم معذرت کے ساتھ کہتے ہیں کہ کسی بھی نبی و رسول کی امت کو (اور یہ ہم ہر نبی و رسول کی رسالت و نبوت کے اقرار اور ان کے شرف و مراتب کے اعتراف کے ساتھ کہتے ہیں کہ وہ سب اللہ کے پیغمبر تھے اور رسول برحق تھے) یہ خصوصیت حاصل نہیں کہ یہ وحدتیں وحدت عقائد بھی ہو 'وحدت ارکانی بھی ہو 'نہیں ملی ہوں' یہ امتیاز اللہ رب العالمین نے صرف امت محمدیہ کو ہی عطا کیا۔

آپ تاریخ کا مطالعہ کریں 'ہم نے تاریخ کا الحمدللہ خوب مطالعہ کیا ہے اور ہمیں اس کی اپنے علمی کاموں اور تصنیفی کاموں میں برابر ضرورت پڑتی رہتی ہے 'ہم نے یہودیت و عیسائیت کی مستند کتابیں بھی پڑھی ہیں آپ دیکھیں گے کہ امت کی پوری تاریخ مدوجزر کی تاریخ ہے نشیب و فراز کی تاریخ ہے۔ مشرق و مغرب کی تاریخ ہے' محبت و اختلاف کی تاریخ ہے۔ عقائد میں اختلاف' ارکان کے ادا کرنے میں اختلاف' یہ جو میں آپ سے کہہ رہا ہوں محض امت کے ایک فرد ہونے کے ناطے نہیں' تاریخ و مذاہب کا مطالعہ رکھنے والے کی حیثیت سے آپ بھی مطالعہ کیجئے 'فرنچ کی کتابیں پڑھئے' جرمن کتابیں پڑھئے' انگلش کتابیں پڑھئے' مذاہب کی جو تاریخ لکھی گئی ہے تو ان مؤرخوں کو اس کا اقرار کرتے نہیں بلکہ شرم سے گویا منہ پر ہاتھ رکھتے ہوئے بلکہ ایسے احساس کمتری کے ساتھ اس حقیقت کو بیان کرتے ہوئے آپ دیکھیں گے' آپ دیکھیں گے کہ کوئی مذہب بھی اسلام سے پہلے کے مذاہب میں سے نہیں ہے کہ اس کے پیغمبر نے' جس طرح اعلان کیا جو باتیں بتائیں وہ مذہب ان کی بتائی ہوئی تعلیمات کے مطابق صدیوں چلتا رہا ہو' صدیوں کیا بلکہ بعض مرتبہ تو نصف صدی اور دہائیوں تک چلنا مشکل ہو گیا۔

ان مذاہب کی تاریخ بتاتی ہے کہ وہاں اتمام نبوت کا اور ختم نبوت کا اعلان نہیں کیا گیا تھا یہ کہیں نہیں ملتا کہ ان مذاہب کو جو لوگ برحق مانتے ہیں اور ان پر پورا یقین رکھتے ہیں اور فخر کرتے ہیں' وہ بھی جہاں تک ہماری معلومات ہیں ان میں سے کسی نے یہ دعویٰ نہیں کیا کہ نبی و رسول نے اپنی خاتمیت خاتم الرسل و خاتم الانبیأ ہونے کا دعویٰ کیا ہو' کسی نے بھی ایسا نہیں کہا' نہ ہی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسا اعلان ہوا۔

آپ ان تمام مذاہب کی تاریخ میں پڑھیں گے' ذرا کشادہ نظری کے ساتھ اور کشادہ ذہنی کے ساتھ آپ دیکھیں تو آپ کو صاف نظر آئے گا کہ ان میں صرف اختلاف بلکہ تضاد پایا جاتا ہے' یہ مذہب شروع میں کہتا تھا اور اب یہ کہتا ہے' اس مذہب کے پیشوا اگر یہ نہ کہیں تو کم از کم احتیاط کے لئے یہ کہتے ہیں' اس مذہب کے پیشوا اور ترجمان اور اس کے مستند عالم پہلے یہ کہتے تھے' اب ان کی رائے وہ نہیں رہی وہ اب یہ کہتے ہیں' یہ صحیح عقیدہ ہے' اب ان کا کہنا یہ ہے کہ صحیح عقیدہ وہ نہیں یہ ہے' عبادت یہ ہے' نہیں یہ عبادت نہیں تھی بدعت ہے' یہ ثابت ہے' نہیں یہ ثابت نہیں مفروضہ ہے' آپ دیکھیں گے کہ ان مذاہب میں عقائد کا اختلاف ملے گا ارکان کا اختلاف ملے گا' زمانہ کے ساتھ وہ بدلتے رہیں گے' اختلاف زمانی بھی ہے' اختلاف مکانی بھی' اس لئے آپ کو صاف صاف نمونے ملیں گے' ایسے نمونے کہ اس مذہب کی اشاعت کا جو دائرہ ہے اور علاقہ ہے' جو اس کی دنیا ہے' کسی حصہ میں کچھ...... یہ سب اس کا نتیجہ تھا کہ وہاں ختم نبوت کا اعلان نہیں ہوا تھا ان لوگوں کے لئے اس کا موقع تھا اور گنجائش تھی' جائز و ناجائز کی امکانی گنجائش تھی کہ وہ جو چاہیں دعویٰ کریں' آج یہ بات کیوں ہے کہ ساری دنیا کے انقلابوں کے باوجود' سیاسی انقلابات بھی' اجتماعی انقلابات بھی اور اخلاقی انقلابات بھی' یہ بعثت نبوی بعثت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے نہیں پیش آئے' یہ تاریخی شہادت ہے اس کا کوئی انکار نہیں کر سکتا' علمی انقلابات کے ساتھ' علمی ترقیات کے ساتھ اور نئے نئے مطالبات اور ضرورتوں کے ساتھ اور نئے نئے تقاضوں کے پیدا ہونے کے ساتھ اور نئے نئے فوائد حاصل ہونے کی امید کے ساتھ جو اس میں تغیر و تبدل کرنے سے اور نیا دین اور نیا عقیدہ پیش کرنے سے پیدا ہو سکتے ہیں' یہ جو بعثت نبوی کے بعد ہوا ہے اس سے پہلے کبھی نہیں ہوا میں ایک تاریخ داں کی حیثیت سے کہتا ہوں کہ اس کی کوئی مثال نہیں ملے گی' لیکن اس کے باوجود یہ دین اب تک ایک چلا آ رہا ہے' انبیا اور رسل جو گزر گئے ہیں ان پر ایمان باقی ہے' ابھی بھی اللہ تعالیٰ کی برتری اور قدرت کاملہ کہ "انما امرہ اذا ارد شیئاً ان یقول لہ کن فیکون" اور اس کی ذات وحدت کہ پورے عالم کو چلانے والا وہی ہے' وہی ہے جو اس کائنات کو جو کائنات کے قبضہ اور دست

قدرت میں ہے اور "انما امرہ اذا ارد شیئاً ان یقول لہ کن فیکون" ان سب کے باوجود یہی ایک چیز ہے جو ابھی تک بنیادی اور اساسی عقائد پر' میں ان چیزوں کو نہیں کہتا جو کسی نے جیسے کہ ابھی آپ نے نظم سنی اپنے کسی دنیاوی مفاد کے خاطر یا کسی رشوت کے نتیجہ میں یا کسی مفاد کے سلسلہ میں' عزت و جاہ کے سلسلہ میں پیدا کر دیا' دین میں وہ چیز بالکل نہیں چلنے پائی' آج تک دین بالکل صاف اور حق مجلی موجود ہے' اور سب جانتے ہیں کہ اگر نیت خراب نہیں ہے اور خدا کا اگر خوف کسی بھی درجہ میں باقی ہے' تو وہ بدعت و سنت کو سمجھتا ہے کہ یہ سنت ہے اور یہ بدعت ہے' بدعت کو کوئی بھی سنت ثابت نہیں کر سکتا' معصیت کو کوئی بھی طاعت ثابت نہیں کر سکتا' شرک کو کوئی توحید ثابت نہیں کر سکتا' کوئی اللہ کی رضا کا ایسا طریقہ جس میں رسم و رواج کی بو آتی ہو' دنیوی مفاد ہو' نہیں جانا جا سکتا' یہ کس بات کا نتیجہ ہے؟ یہ نتیجہ ہے اتمام نبوت اور ختم نبوت کے اعلان کا۔

آج آپ یورپ و امریکہ کے آخری سرے تک چلے جایئے' معذرت کے ساتھ کہتا ہوں کم لوگوں کو اتنی سیر و سیاحت کا اتفاق ہوا ہوگا جتنا ہمیں ہوا' اس میں ہماری قابلیت اور لیاقت کو دخل نہیں' اللہ تعالیٰ کا فضل و انعام ہے کہ کم سے کم عالم اسلام کو لے لیجئے' عالم غیر اسلامی کی بھی ہم نے خوب سیر کی ہے۔ یورپ و امریکہ اور افریقہ سب ہم نے دیکھے ہیں' لیکن عالم اسلام کا کوئی کونہ شاید ہی ہم سے چھٹا ہو' لیکن ہم یہاں سے مراکش تک جس کو عربی میں "مغرب اقصیٰ" کہتے ہیں (انتہائی مغربی کونہ) اور صرف مغرب اقصیٰ مراکش تک ہی نہیں وہاں کے آخری حصہ آخری سرا تک وجدہ تک میں گیا ہوں اور پھر اس کے بعد ادھر تاشقند' بخارا اور سمرقند بھی جانا ہوا ہے' وہاں نمازیں بھی پڑھی ہیں' بزرگوں کے مزارات کی زیارت بھی کی ہے' وہاں خطابات بھی ہوئے ہیں' اس کے علاوہ عالم عربی کا کوئی ملک نہیں' جہاں میں نہیں گیا' عراق' شام' مصر' لیبیا' شرق اردن' ترکی' خلیج کا علاقہ اور صرف یہ ملک ہی نہیں شہر شہر گیا ہوں' لیکن کوئی جگہ ایسی نہ پائی جہاں دین کی بنیادی باتوں میں فرق ہے' یہاں دین کے ارکان کچھ ہوں وہاں کچھ ہوں' نمازیں پڑھیں بھی اور اللہ کے فضل سے پڑھائیں بھی' لیکن اس کے لئے ہمیں کوئی گائڈ تک نہیں دی گئی کہ آپ نمازیں پڑھائے جا رہے ہیں' یہاں آپ کے ملک کی طرح نماز نہیں ہوتی' یہاں وضو کے بعد یہ بھی پڑھنا ہوتا ہے' یہاں کھڑے ہو کر ایک دعا پڑھنی ہوتی ہے' یہاں دیوار پر یوں ہاتھ لگانا ہوتا ہے' یہاں نماز شروع کرنے سے پہلے یہ الفاظ کہنے پڑتے ہیں' یہ عبارت سنانی پڑتی ہے' کچھ کہنا پڑتا ہے' خاص تعلیم دینی پڑتی ہے' اگر قبر ہے تو اس کے آگے جھکنا پڑتا ہے بے جان سے حاجت براری کرنی پڑتی ہے' یہ کتنی وسیع دنیا ہے' لیکن ایک طرح کی نماز ہر طرف ہو رہی ہے' جا کر کہیں دیکھ لیجئے' افغانستان' ترکستان' انگلستان' مراکش' مصر اندلس کہیں چلے جایئے' ادھر لیبیا' سوڈان چلے جایئے' آپ اطمینان سے نماز پڑھ سکتے ہیں' اور پڑھا بھی سکتے ہیں' خدا کے فضل سے یہ شرف عزت بھی حاصل ہوئی' مگر کسی نے کچھ کہنے کی ضرورت نہ سمجھی' اور نہ ہم نے کچھ پوچھنے کی' وقت ہوا کہا گیا کہ آگے بڑھئے آگے بڑھ گیا' بعد میں بھی کسی کو کوئی اشکال و اعتراض نہیں ہوا اور نہ کوئی کمی لگی۔

آخر یہ کس بات کا نتیجہ ہے؟ یہ نتیجہ ہے ختم نبوت کا' اتمام نبوت کا' اگر یہ ختم نبوت کی دولت نہ ہوتی تو اس امت کو یہ اعزاز اور یہ امتیاز نہ ملتا' میں آپ سے صاف کہتا ہوں کہ یہ جو آپ کا نپور میں بیٹھے اتنے وسیع میدان میں کثیر تعداد میں اکٹھا ہوئے دین کی باتیں سن رہے ہیں۔ یہی نماز' یہی روزہ' یہی زکوٰۃ' یہی حج' سارے ارکان اسی طرح باقی ہیں' کتنے سیاسی انقلابات آئے اور کتنے سوانح پیدا ہوئے' سمندر کا سفر کتنا خطرناک بن گیا' لیکن حج کا سفر اسی طرح چلا آرہا ہے' کوئی اس کو روک نہ سکا' پھر بڑے واقعات رونما ہوئے' کچھ فرق نہیں پڑا' کیسے کیسے انقلابات آئے' حکومتیں ہٹ گئیں' ماحول بدل گیا' لیکن حج جیسا کل فرض تھا' آج بھی فرض ہے' آج ویسے ہی لوگ بیت اللہ شریف جا رہے ہیں' جیسے پہلے جاتے تھے' بلکہ اب تو بہت بڑی تعداد میں جا رہے ہیں' کوئی اس کو روک نہ سکا' سیاسی انقلابات آئے' حجاز مقدس میں سیاسی نظام میں ٹھہراؤ نہ رہا' پہلے ترکیوں کی حکومت تھی' پھر شریف مکہ آئے' وہ گئے تو اب آل سعود حکمران ہیں' انتظامی و سیاسی تغیرات ہوئے لیکن ارکان دین میں کوئی تغیر و انقلاب نہیں' حج کی ادائیگی میں کوئی فرق نہیں واقع ہوا' کوئی رکاوٹ پیش نہیں آئی' اللہ کے فضل سے حرمین شریفین سے عمرہ کر کے ابھی چند روز ہوئے آرہا ہوں' وہی بیت اللہ شریف' وہی مطاف' وہی حرم شریف' وہی طواف اور اشواط' اشواط تک میں اضافہ نہیں' یا زمانہ کے فرق کے ساتھ طواف میں کمی یا زیادتی کی جاتی یا اس کا مشورہ دیا جاتا' یا ترتیب میں فرق لایا جاتا' کچھ نہیں جیسا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کر گئے اور بتا گئے' ویسا ہی آج جاری ہے' خدا معاف کرے کہ جرأت کی بات ہے آج اگر دنیا میں صحابی بھی اٹھ کر آئیں' خدا کو یہ منظور ہو اور ایسا پیش آجائے' صحابی اگر نہیں تو کوئی بڑا ولی اور بزرگ آئے' سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی'

امام غزالی' شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور تابعین میں حضرت حسن بصری' یا امام علی زین العابدین' حضرت سعید بن المسیب اور حضرت اویس قرنی رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم تک آجائیں یا پھر ہندوستان کے بزرگوں اور اقطاب میں خواجہ معین الدین چشتی قبر سے اٹھ کر آجائیں' بابا فرید الدین گنج شکر اور حضرت مجدد الف ثانی رحمہم اللہ علیہ دنیا کو بدلا ہوا نہیں دیکھیں گے' دین کو ویسا ہی پائیں گے' جیسا قرن اول میں تھا' جیسا سیدنا ابوبکر صدیق' سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہما کے دور میں تھا اور اگر بعض چیزوں کو بدلا ہوا دیکھیں گے بھی یا نئی چیزیں پائیں گے تو یہ نتیجہ ہے جہالت کا' غفلت کا' نفس پرستی کا' خواہش پرستی کا' دعویٰ کوئی نہیں کر سکتا کہ یہی صحیح ہے' قرآن میں نہ کوئی تحریف کر سکتا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون

ہمیں اس نعمت کی قدر کرنی چاہئے اور اس پر اللہ کا شکر ادا کرنا چاہئے' فخر کرنا چاہئے اور امت اسلامیہ کو اس پر فخر کا پورا پورا حق ہے کہ اس کا دین مکمل ہو چکا ہے' پوری شریعت اب ہمارے سامنے ہے' اب اس شریعت میں کوئی اضافہ نہیں ہوتا ہے' اور اگر کوئی ایسا کرنے کی جسارت کرتا ہے تو وہ گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے' ہم کسی بھی یورپین' انگریز اور کسی دوسرے مذہب کے ماننے والے سے یہ کہنے کا حق رکھتے ہیں کہ کسی گوشہ اور چپہ میں چلے جائیے' یہی شریعت ملے گی جو یہاں ہے' یہی احکام ملیں گے جو یہاں ہیں' یہی ارکان ملیں گے جو آپ یہاں دیکھ رہے ہیں' نماز کے جو اوقات یہاں ہیں وہی دوسری جگہ پر' وہی لندن میں وہی نیویارک میں وہی ماسکو میں' کہیں کیسے بھی حالات ہوں' موسمی حالات ہوں' سیاسی حالات ہوں' خطرات ہوں' سفر کرنا ہو گا' گرم علاقے ہوں' یا ٹھنڈے علاقوں ہوں' اس میں کوئی تغیر نہیں' چھوٹے یا بڑے دن کی وجہ سے نماز ۵ وقت سے ۳ وقت یا پانچ وقت سے بڑھا کر سات وقت کی نہ کر دی جائے گی' یا مغرب کی عصر کے وقت' عصر کی ظہر کے وقت نہیں کر دی جائے گی' یاد رکھئے یہ سب فیض ہے اور عطیہ ہے ختم نبوت کے اعلان کا۔

اس کے بعد اب میں آپ سے ایک بات کہتا ہوں ایک مؤرخ کی حیثیت سے کہ اس عالمگیر دین اور اس دائمی و ابدی دین کے خلاف دنیا میں خاص طور سے غیر اسلامی حلقوں میں' غیر دینی حلقوں میں' اور غیر اسلامی معاشروں میں یہ بڑی تشویش رہی کہ اس دین میں کس طرح تبدیلی کی جائے' کوئی کمی آجائے' اس کے لئے ان لوگوں نے جتن بھی کئے' خاص طور پر مسیحی قوم جو زیادہ بیدار مغز اور تعلیم یافتہ بھی ہے اور اسلام اور مسلمانوں سے اس کا واسطہ بھی زیادہ پڑا ہے' اس کے لئے بڑی کوشش کی کہ اس دین کی وحدت اور جامعیت اس کی عالمی اور ابدیت ختم ہو' تاریخ میں بہت سی ایسی چیزیں دبی ہوئی ہیں' دفن ہیں' کھوئی ہوئی ہیں' ان کا پتہ نہیں چلا ورنہ یہ ثابت کر دیا جاتا کہ مسیلمہ کذاب کے پیچھے مسیحی دماغ' عیسائی سازش کام کر رہی تھی' اسود عنسی کے پیچھے کوئی غیر اسلامی طاقت کام کر رہی تھی' طلیحہ و سجاح کے دعوائے نبوت کے پیچھے ایسا ہی تھا اور یہ قادیانی مذہب تو خالص برطانیہ زادہ ہے' میں اس کو سیدھے لفظوں میں کہوں گا کہ برطانیہ ساختہ ہے' مرزا صاحب نے صاف صاف خود لکھا ہے کہ میں اور میرا خاندان حکومت برطانیہ کا "خود کاشتہ پودا" ہے یعنی ساختہ نہیں خود کاشتہ پودا ہوں' ہاتھ سے لگایا ہوا پودا ہوں اور کہتے ہیں:

"میں نے جہاد کے خلاف اور حمیت دین کے خلاف اور برطانیہ کی مخالفت کے خلاف اتنی کتابیں اور رسالے لکھے ہیں کہ اگر انہیں جمع کر دیا جائے تو پچاس الماریاں بھر جائیں۔"

یہ سب ہماری اور ہمارے ان بزرگوں جو اس میدان کے شریک اور رفیق ہیں ان کی کتابوں میں جو آپ کے اہل علم کے اجتماع میں دی گئی ہیں اس میں آپ ملاحظہ کیجئے سب کچھ ملے گا۔

اور ہماری تو یہاں تک تحقیق ہے افسوس ہے کہ اس کے ثبوت کے لئے پورا سامان نہیں مل سکا اور یہ کہ جب سر سید مرحوم نے جو کہ سنی العقیدہ تھے ختم نبوت کے قائل اور توحید کے قائل تھے ان کی والدہ حضرت سید احمد شہیدؒ کی مرید تھیں اور ان کا نام سید احمد حضرت سید احمد شہیدؒ کے نام نامی پر رکھا تھا۔ جب وہ تفسیر لکھ رہے تھے تو انہوں نے کہیں کہیں قادیانیت پر جرح کی' تنقید کی تو اس پر ان کے پاس اس وقت کے گورنر کا خط آیا اور وہ خط بہت دنوں تک علیگڑھ کے میوزیم میں اس خاص حصے میں جس میں سر سید مرحوم کی ذات کے متعلق ان کے کاغذات' نوادرات اور قلمی چیزیں تھیں یہ موجود تھا' اس میں یہ صاف صاف تحریر تھا کہ "آپ قادیانیوں کے خلاف کچھ نہ کہئے' یہ تحریک ہمارے مفاد میں ہے۔" یہ صاف صاف کہا انہوں نے اور یہ بات بالکل ثابت ہو چکی ہے کہ قادیانیوں نے اس جذبہ کو جو مسلمانوں میں پیدا ہو گیا تھا حکومت برطانیہ کی مخالفت کا اور یہ میں تاریخ کے اور اس موضوع کے ایک طالب علم کی حیثیت سے بیان کرتا ہوں کہ جب انگریزوں کے قدم ہندوستان میں آگئے اور ان کا قبضہ شروع ہوا تو سب سے پہلے مسلمانوں میں ایک جذبہ اور ایک عزم پیدا ہوا' انگریزوں سے

مقابلے کا اور انہوں نے سب سے پہلے خطرہ محسوس کیا اور مقابلہ شروع کیا' یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ سب سے پہلے جو خاندان میدان میں آئے اور جو طاقت میدان میں آئی وہ ٹیپو سلطان تھے اور ان کا خاندان' اور یہ بھی ثابت ہو چکا ہے کہ ٹیپو سلطان اور ان کا خاندان حضرت سید احمد شہیدؒ اور ان کے ماموں اور نانا کا دستگیر تھا اور بیعت تھا اور یہ بات کلکتہ میں جب حضرت سید احمد شہیدؒ ہو گئے تو ٹیپو سلطان شہید کے بیٹوں وغیرہ نے کہا کہ ہمارا خاندان تو آپ کے خاندان کا دست گرفتہ ہے' تو جاننا چاہئے کہ سب سے پہلے ٹیپو سلطان شہید نے مقابلہ کیا اور شہید ہوئے' یہی نہیں بلکہ جس وقت وہ شہید ہو گئے تو انگریزوں کو یقین نہیں آتا تھا جب انہوں نے دیکھ لیا کہ شہادت پا چکے ہیں تو جنرل ہارس ان کی نعش مبارک کے پاس آیا اور کھڑے ہو کر کہا کہ آج سے ہندوستان ہمارا ہے اور ٹھیک کہا اس نے۔

اب اس کے بعد میں آپ سے کہتا ہوں کہ سب سے پہلے انگریزی حکومت کے خطرے کا احساس ٹیپو سلطان کو ہوا انہوں نے اسلام' مسلمانوں اور ملک کے لئے اسے پر خطر سمجھا اور حمیت دینی غیرت اسلامی پیدا کی اور غیرت وطنی بھی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت سید احمد شہیدؒ کو کھڑا کیا اور ۱۸۳۱ء میں حضرت سید صاحب کی شہادت ہو گئی۔ اس سے پہلے آپ نے مہاراجہ گوالیار کو خط لکھا' یہ دیکھئے کہ زمانہ کونسا ہے' لکھنے والا کون ہے اور لکھا کسے جا رہا ہے۔

دیکھئے رائے بریلی کے ایک دیہات کا رہنے والا اور ایک بوریہ نشین اور ایک فقیر گوالیار کے تخت نشین اور راجہ کو خط لکھ رہا ہے کہ "ایں بے گانگان بعید الوطن داین تاجران متاع فروش الخ" کہ یہ خونچہ بیچنے والے یہ خارجی عناصر یہ پردیسی ہماری آپ کی زمین پر قبضہ کرتے جا رہے ہیں۔ آئیے ہم آپ مل کر ان کا مقابلہ کریں' بعد میں پھر یہ فیصلہ ہو گا کہ کونسی ذمہ داری کس کے سپرد کی جائے۔ اسی طرح ۱۸۵۷ء میں جو جوش وولولہ تھا وہ بھی انہیں کا پیدا کیا ہوا تھا۔ سر ولیم ہنٹر نے صاف لکھا ہے کہ "۱۸۵۷ء کے غدر میں اصل ذمہ دار مسلمان تھے اور انہیں کا پیدا کیا ہوا جوش تھا" اور یہ بھی لکھا ہے کہ "دہلی سے مراد آباد تک کوئی سفر کرتا تو درختوں پر مسلمانوں کی لاشیں لٹکی نظر آتیں اور ان میں بھی زیادہ تر وہ لوگ تھے جن کا تعلق حضرت سید احمد شہید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی جماعت سے تھا۔"

اب انگریزوں کو اس کی ضرورت تھی کہ کون ایسا آدمی پیدا ہو جو ان کی دینی حمیت کو ختم نہ کر سکے تو کم از کم ٹھنڈا کر دے' ختم نہ کر سکے مگر کمزور کر دے' اس کے لئے انہوں نے قادیان کے رہنے والے مرزا صاحب کا انتخاب کیا اور بہت صحیح انتخاب کیا کیونکہ ان کا خاندان ان کا بہت دنوں سے وفادار چلا آرہا تھا' خود ان لوگوں نے اپنی کتابوں میں لکھا ہے اور وہی لوگ ان کے بہترین داعی' مبلغ بن سکتے ہیں۔

خود (مرزا غلام احمد قادیانی) نے لکھا ہے کہ:

"میں نے انگریزوں کی حمایت اور جذبہ جہاد و حمیت دینی کی تردید میں اتنی کتابیں لکھی ہیں کہ پچاس الماریاں بھر جائیں۔"

اس پر کم لوگوں کی نظر ہے کہ حقیقت میں یہ انگریزوں کی ایک سازش تھی جو اس لئے رچی گئی تھی کہ مسلمانوں کے اندر جذبہ جہاد کم ہو' حمیت و غیرت اسلامی ختم ہو' ادھر ترکی سلطنت کا ابھی اثر تھا' ادھر مسلمان بالکل کمربستہ اور نبرد آزما تھے۔ انگریزی حکومت سے ان کے دلوں میں نفرت تھی اور کراہت تھی جو کسی دوسری قوم میں نہ تھی۔ ایک بات اور میں یہ کہتا ہوں کہ اس نفرت میں جب تک دینی عقیدت شامل نہ ہو' خدا کا خوف شامل نہ ہو' اس میں وہ گہرائی اور جوش پیدا ہو ہی نہیں سکتا۔ یہ بات صرف مسلمانوں کو حاصل تھی۔ انگریز اس کو خوب سمجھتے تھے کہ ان کی مخالفت زیادہ خطرناک ہے۔ دوسری مخالفتوں کے مقابلے میں دوسری قوموں کی ہم سے مخالفت میں کوئی گہرائی نہیں ہے اور اس میں استحکام نہیں ہے اور اس کے ساتھ جو اس کا مذہبی مرتبہ ہوتا ہے' مذہبی تحریک ہوتی ہے اور مذہبی ترغیب جو ہوتی ہے وہ شامل نہیں' اس لئے اس کا مقابلہ کوئی مسلمان مدعی نبوت ہی کر سکتا ہے تو اس طرح انگریزوں نے مرزا غلام احمد کو قادیان سے کھڑا کیا اور ان کی پوری سرپرستی و حمایت کی۔

تو ایک بات تو یہ یاد رکھئے کہ جو دین صحیح شکل میں آج تک موجود ہے کہ آج آپ عشاء کی نماز پڑھ کر آئے ہیں امید ہے کل بھی اسی وقت نماز پڑھیں گے' آج جو آپ نے عشاء کی نماز پڑھی ہے جو صحابہ کرامؓ نے مدینہ طیبہ میں پڑھی ہے پھر مکہ معظمہ میں پڑھی اور آج پڑھی جا رہی ہے یہ کس بات کا نتیجہ ہے یہ کسی ذہانت کا' یہ کسی منصوبہ بندی کا' یہ کسی اجتہاد کا اور کسی عبقریت؟ اور مافوق البشر اور مافوق الفطرت لیاقتوں و صلاحیتوں کا نتیجہ نہیں' یہ نتیجہ ہے اور احسان ہے صرف اور صرف اعلان ختم نبوت کا اور اتمام نبوت کا' وہ نبوت ختم ہو گئی۔ اب کسی کو ضرورت نہیں کہ کہے کہ اب بہت دن ہو گئے ایک زمانہ بیت گیا' اس لئے اب عشاء کا وقت تبدیل ہو' کسی اور وقت نماز ہونی چاہئے' اور چار رکعت زیادہ ہیں کیونکہ یہ دور بڑی مصروفیت کا دور

ہے اور لوگوں کے اعضا جوارح بھی اب ویسے نہیں رہے' جیسے پہلے لوگوں کے تھے' اب دو رکعت پڑھی جانی چاہئے کوئی کہے کہ اب وتر کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ یہ توحید راسخ کرنے کے لئے تھی اب یہ کام ہو چکا یاد رکھئے عالم اسلام کا بڑے سے بڑا مجتہد اور عالم' مصلح اور ریفارمر کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ ایسا ہونا چاہئے۔ یہ سب نتیجہ ہے ختم نبوت کا اس لئے ہم کو اس کو مضبوطی سے پکڑنا اور دانتوں سے دابنا چاہئے "عروۃ الوثقیٰ" بنا کر کے ہم اس پر قائم ہی نہ رہیں' بلکہ ہمارے اندر اس سلسلے میں شدید غیرت پائی جاتی ہے نبوت کا دعویٰ کرنے کا کسی کو موقع نہ دیا جائے' کسی کے لئے کوئی گنجائش باقی نہ رہے۔ اس سلسلے میں ایسا رد عمل اور ری ایکشن ہو تو پھر کسی کی جرأت ہی نہ ہو' افسوس ہے کہ جب انہوں نے یہ دعویٰ کیا تو اس وقت دینی حمیت و غیرت ہمارے اندر ویسی نہ رہی تھی جیسی ہونی چاہئے تھی۔ ایسے لوگ بھی اٹھتے جا رہے تھے جو اس وقت اس کی زبان منہ سے کھینچ لیتے۔ بنیادی بات یہ کہ انگریزوں کی انہیں سرپرستی حاصل تھی اور جو کچھ وہ کہہ رہے تھے اور کر رہے تھے وہ سب انگریزوں کے سایہ تلے۔

اب میں زیادہ آپ کا وقت لینا نہیں چاہتا اور بات کو طول دینا نہیں چاہتا۔ بس یہ کہتا ہوں کہ آپ اس کو اسلام کے لئے پھر سے سب سے بڑا خطرہ سمجھیں' یہ حقیقت ہے کہ ختم نبوت کے عقیدے میں ایک اطمینان ہے' ختم نبوت کا اعلان نہ ہوتا تو آدمی آسمان کی طرف دیکھتا رہتا کہ شاید پھر کوئی وحی آ رہی ہو' کوئی روشنی ظاہر ہو رہی ہو' پھر کوئی نبی آنے والا ہو' اور جگہ جگہ لوگ نبی کے منتظر ہوتے اور لوگوں کو دعویٰ کرنے کا موقع ملتا۔ لیکن ایسا اس لئے نہ ہو سکا کہ مسلمانوں کا اجماعی طور ایمان اور عقیدہ تھا "الیوم اکملت لکم دینکم الخ"

علامہ اقبال علیہ الرحمہ نے بڑے پتے کی بات کہی ہے جو بڑے سے بڑا متکلم اور فلسفی کہتا تو اس کو زیب دیتی' بہت خوب بات کہی ایسی بات کہ اس کی شرح میں ایک پوری کتاب لکھی جا سکتی ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ "دین و شریعت تو قائم ہے کتاب و سنت سے' دین و شریعت کی بقا اور دین و شریعت کا استمرار اور وجود مربوط ہے۔ کتاب و سنت سے' جب تک کتاب و سنت ہے' دین باقی ہے' دین و شریعت باقی ہے' لیکن امت کی بقا ختم نبوت کے عقیدے سے ہے۔" امت امت اس وقت تک ہے جب تک کہ ختم نبوت کا عقیدہ موجود ہے۔ ختم نبوت کا عقیدہ نہیں رہا تو یہ امت امت نہیں۔ پھر امت نہیں امتیں جنم لیں گی۔ امتیں بھی کیا گروہ جماعتیں بنیں گی' اور کھیل تماشہ ہو جائے گا' آج کوئی اس گوشہ میں نبوت کا دعویٰ کر رہا ہے' کوئی اس گوشے میں بیٹھا اپنے کو نبی بتا رہا ہے' کوئی یہ کہہ رہا ہے کہ میرے پاس اردو میں وحی آ رہی ہے کوئی باور کرا رہا ہے' میرے پاس ہندی اور انگریزی میں باری باری وحی آتی ہے' یہاں تک کہ ایک شہر سے کئی کئی نبوت کے دعویدار ہو سکتے ہیں۔ اس میں منافست چل جائے گی' کسی کا دعویٰ زیادہ موثر ہوتا ہے' کسی کے دعوے پر کتنے زیادہ لوگ لبیک کہتے ہیں اس کے نتیجے میں ہماری توانائیاں' ہماری طاقت و زور ہمارا ذہن و دماغ' ہماری ذہنی غیرت و حمیت' ہمارا دینی فکر و عمل بجائے تعمیر کے بجائے دین کی دعوت دینے کے اور اسلامی تعلیمات کی نشر و اشاعت میں لگنے کے اپنی خود ساختہ تعلیمات کی اشاعت اور اپنے بنائے ہوئے دین کی دعوت میں لگیں گی۔

○

منکرین ختم نبوت کی اشتعال انگیزی کے خلاف غم و غصہ

کراچی (نمائندہ ختم نبوت) گلشن اسپتال میں جامع مسجد ربانی بلاک نمبر ۴ سے متصل رفاہی پلاٹ پر منکرین ختم نبوت کی اشتعال انگیز سرگرمیوں کے خلاف علاقہ میں زبردست غم و غصہ پیدا ہو گیا ہے۔ جس سے نقص امن کا اندیشہ ہے۔ مسجد ربانی کے امام و خطیب مولانا عبدالقادر نے نماز جمعہ سے قبل اپنے خطاب میں امن و امان کے ذمہ دار حکام سے مطالبہ کیا کہ وہ اس علاقہ میں جعلی مدعیان نبوت کے پیروکاروں کی اشتعال انگیز سرگرمیوں کو فوری طور پر روکیں اور مسجد ربانی سے متصل پلاٹ ایس ٹی نمبر ۷ پر غیر قانونی مذہبی سرگرمیوں پر پابندی لگاتے ہوئے اس پلاٹ کا الاٹمنٹ منسوخ کریں ورنہ اس علاقے میں آباد ہزاروں مسلمان منکرین ختم نبوت کی غیر قانونی عبادگاہ کو خود ختم کر دیں گے۔ اس کے نتیجہ میں امن و امان کا جو مسئلہ پیدا ہو گا اس کے ذمہ دار کے ڈی اے اور ضلع شرقی کے حکام ہوں گے۔ یاد رہے کہ جامع مسجد ربانی سے متصل پلاٹ ایس ٹی نمبر ۷ کسی نامعلوم تنظیم کو فلاحی مقاصد کے لئے الاٹ کیا گیا ہے' جبکہ منکرین ختم نبوت اس کھلے قطعہ اراضی کو غیر قانونی طور پر بطور عبادگاہ استعمال کر رہے ہیں جس سے علاقہ میں غم و غصہ پیدا ہو گیا ہے۔

خطبات و ارشادات: مولانا محمد علی جالندھریؒ

سید شمشاد حسین شاہ صاحب

انگریز کا زمانہ اور علمائے حق

بے شک مغلیہ خاندان کے چند بادشاہوں کے دور میں اسلام کا وہ تشخص برقرار رہا تھا مگر پھر بھی علماً کے اپنے حلقے تھے، دورس کا ایک عظیم سلسلہ تھا مدرسوں اور خانقاہوں کے اوقاف موجود تھے علماً کرام بے فکری کے ساتھ دین کی خدمت کر رہے تھے۔

مگر انگریز کے آنے سے حالات بالکل بدل گئے انگریز نے ایک ایک دن میں ہزاروں علماً کو پھانسی چڑھادیا۔ مدارس اور خانقاہوں کے اوقاف ضبط کر لئے گئے یوں دیکھتے ہی دیکھتے ایک قیامت تھی جو مسلمانوں پر ٹوٹ پڑی۔ حضرت جالندھریؒ نے فرمایا کہ "انگریز نے باقاعدہ ایک ٹیم مرتب کی جس میں انگریزوں کے بڑے پادری اور مفکر موجود تھے، اس وفد نے پورے ملک کا دورہ کیا اور یہ رپورٹ دی:

(۱)..... چونکہ انگریز نے مسلمانوں سے حکومت چھینی ہے اس لئے قدرتی طور پر مسلمان ہی اس کے بڑے مخالف ہیں۔ لہٰذا اگر کبھی بھی حکومت کو خطرہ ہوا تو وہ مسلمان سے ہوگا۔

(۲)..... علماً اسلام میں جذبہ جہاد موجود ہے اور لوگوں پر علماً کا ایک خاص اثر ہے اس لئے علماً کی حوصلہ شکنی کی جاوے اور ان کا وقار کم کیا جاوے۔

(۳)..... قرآن پاک مسلمانوں کی مذہبی کتاب ہے اس لئے اس کے ساتھ ان کو بہت عقیدت ہے، کسی طرح قرآن کا یہ سلسلہ ختم کیا جاوے۔

(۴)..... مسلمانوں کے دلوں میں اپنے پیغمبر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے، اس لئے وہ اپنے پیغمبر کے ہر فرمان پر اپنی جان قربان کرنے کو تیار ہو جاتے ہیں۔

> انگریز نے قرآن و حدیث کی تعلیم کو ختم کر کے مرزا غلام احمد قادیانی کی جھوٹی نبوت کو جاری کر کے اپنے اقتدار کو طول دینا چاہتا تھا لیکن ختم نبوت کے مسئلہ پر پوری قوم متحد ہو گئی اور ہر طبقہ کے مسلمان علماً میدان میں نکل آئے اور انگریز کے خود کاشتہ پودے کو جڑ سے اکھاڑ پھینکا، سید پیر مہر علی شاہؒ اور سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے جھوٹے کو گھر تک پہنچا کر چھوڑا اور قادیان میں اس کے گھر پہنچ کر دعوت مباہلہ اور مناظرہ دی، مگر وہ جھوٹا نہ مناظرہ کے لئے آیا نہ مباہلہ کے لئے..............(مدیر)

اس لئے اگر انہی میں سے کسی کے خلاف فتویٰ دے تو اس طریقہ سے مسلمان اپنے نبی کی بات کو مانیں گے، اور ان کا جذبہ جہاد ٹھنڈا پڑ جاوے گا۔ حکومت اعلیٰ سطح پر نئے نبی کو تحفظ دے اور اس کے ماننے والوں کی حوصلہ افزائی کرے انہیں گورنمنٹ میں ملازمت کے لئے آسانیاں دے کر ایک کشش پیدا کی جاوے۔ اس طرح لوگ جوق در جوق اس کے مذہب میں شامل ہوں گے اور مسلمانوں کا یہ اتحاد ختم ہو جاوے گا۔

(۵)..... مسلمانوں میں ایسے کاریگر اور معمار موجود ہیں جن کی موجودگی میں ہمارے کارخانوں اور صنعتوں کا مال کھپنا مشکل ہے۔ اس لئے ضرورت ہے کہ ان کاریگروں اور دیسی صنعتکاروں کو دل برداشتہ کیا جاوے اور ذہنی و جسمانی طور پر انہیں اتنی اذیتیں دی جاویں کہ یہ اپنی موت مر جاویں۔

چنانچہ انگریز نے اس رپورٹ پر پورا عمل کیا اور ان دونوں طبقوں یعنی علماً اور کاریگروں کو ختم کرنے کی پوری سازش کی گئی۔ معاشی، اقتصادی اور اخلاقی سطح پر ان دونوں طبقوں کو مفلوج کرنے کی ہر کوشش کی گئی، حتیٰ کہ لطیفے بنائے گئے، جن میں ان کا مذاق اڑایا گیا۔ فرمایا کہ ڈھاکہ کی ململ اس قدر نفیس اور اعلیٰ ہوا کرتی تھی کہ جس کا پورا تھان ماچس کی ڈبیہ میں بند ہو جاتا تھا۔ اور پورے تھان کو انگوٹھی میں سے گزارا جا سکتا تھا، مگر اس بے چارے کاریگر کو جلاہا اور بے وقوف کہا گیا اور قسم قسم کے بے وقوفی کے واقعات اس سے منسوب کئے گئے۔

اس طرح علماً جن کا مسلمانوں کے دلوں میں ایک خاص مقام تھا انہیں پیٹو اور حلوہ خور اور نہ جانے کیا کیا القابات دیئے گئے، یوں یہ سب

کچھ غیر محسوس طریقے سے ایک فضا بنائی گئی۔ اس موقع پر مولانا نے فن تعمیر کے ایک دو واقعات بھی سنائے فرمایا کہ "شاہی محل دہلی میں ایک حوض تھا' جس میں ایک بتی روشن تھی' جس کی وجہ سے سردیوں میں پانی گرم رہتا تھا اور گرمیوں میں ٹھنڈا رہتا تھا۔ انگریز نے اس کی حقیقت معلوم کرنے کے لئے اسے کھول کر دیکھنا چاہا مگر بعد میں اسے ترتیب نہ دے سکا اور وہ خاصیت جاتی رہی......"

اس طرح دوسری مثال یہ سنائی کہ "شاہی مسجد دہلی کے تعمیر ہونے کے دو تین سو سال بعد یعنی انگریز کے زمانہ میں 'مسجد کے محراب پر جو سل دیوار میں فٹ تھی جس پر کلمہ طیبہ لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوا تھا۔ صدیاں گزرنے کی وجہ سے وہ سل پرانی ہو گئی تھی اور اس پر دراڑیں پڑ گئی تھیں۔ نمازیوں نے سوچا کہ یہ سل تبدیل کرائی جاوے۔ چنانچہ اس وقت کے پرانے کاریگروں اور معماروں کو وہ سل دکھلائی گئی اور تبدیل کرنے کو کہا گیا' مگر سب کاریگروں نے ایک ہی بات کہی کہ سل کو بدلنا تو کچھ مشکل نہیں اسے توڑ کر ہم باہر نکال لیں گے اور نئی سل تیار کر کے اندر فٹ کر دیں گے' مگر نئی سل اندر رکھتے وقت یہ جو ارد گرد کنگریاں بنی ہوئی ہیں انہیں توڑنا پڑے گا۔ اور سل اندر رکھنے کے بعد جب وہ دوبارہ یہ کنگریاں بنائی جاویں گی تو اس طرح کی کنگریاں بننی مشکل ہوں گی اور ویسے بھی دور سے جوڑ معلوم ہوا کرے گا' اس پر کافی غور کیا گیا۔ مگر طے ہوا کہ سل کا تبدیل کرنا تو ضروری ہے کیونکہ یہ اب بدزیب لگنے لگی ہے' چنانچہ کاریگروں نے یہ فیصلہ کیا کہ پہلے ہم اندر کی سل کو توڑ کر نکالیں گے اور کنگریاں بعد میں توڑیں گے' جب نئی سل اندر رکھنے لگیں گے تو اس کے مطابق جتنی کنگریاں توڑنا ضروری ہوئیں صرف وہی کنگریاں توڑی جاویں گی۔ چنانچہ سل کو توڑ کر باہر نکالا گیا' مگر کاریگروں کی حیرت کی انتہا نہ رہی کہ پرانی سل کو باہر نکالتے ہی اوپر دیوار میں سے خود بخود ایک نئی سل دھڑام سے نیچے گر کر اسی جگہ پر فٹ ہو گئی اور یوں کنگریاں توڑنے کا مسئلہ ہی پیش نہ آیا۔ اس کا مطلب ہے اس وقت کے معماروں نے دیوار تعمیر کرتے وقت اوپر نیچے کئی سلیں پہلے سے فٹ کر رکھی تھی کہ جونہی ایک سل پرانی ہو یا خراب ہو اور اسے باہر نکالا جاوے تو دوسری سل اس کی جگہ خود بخود فٹ ہو جاوے" فرمایا کہ یہ تو ایک دو مثالیں ہیں ورنہ مغلیہ دور کی پرشکوہ عمارت

مرزا غلام احمد قادیانی کی صورت میں اسے ایک ٹکاؤ مال بھی مل گیا جس نے پروگرام کے مطابق نبوت کا دعویٰ کیا اور جہاد کے خلاف بے شمار کتابیں تحریر کیں۔

اور ان کے عجوبات اپنی مثال آپ ہیں۔ مگر افسوس کہ انگریز نے وہ طبقہ ہی ختم کر دیا۔ اب میں رپورٹ کے باقی حصوں کی طرف آتا ہوں۔

فرمایا کہ قرآن پاک کے ہزاروں نسخے خرید کر دریا کے سپرد کئے گئے تاکہ نہ کتاب رہے گی اور نہ یہ جذبہ رہے گا' مگر اس میں اس کو ناکامی نصیب ہوئی اور جب انگریز نے دیکھا کہ قرآن پاک تو مسلمانوں کے چھوٹے چھوٹے بچوں کے سینوں میں محفوظ ہے اس لئے اس نے جلد ہی یہ حرکت چھوڑ دی اور اس کے لئے اس نے یہ تجویز کیا کہ انگریزی اسکولوں کا ایک جال پورے ملک میں بچھا دیا جاوے اور ملازمت کے دروازے صرف ان لوگوں کے لئے کھولے جاویں جو انگریزی اسکولوں سے پڑھے ہوئے ہوں۔ اس طرح جب معاشی طور پر لوگ اس طرف فائدہ دیکھیں گے تو وہ اپنے بچوں کو دینی مدارس کی بجائے انگلش اسکولوں میں بھیجیں گے۔ چنانچہ انگریز کی یہ اسکیم کافی حد تک کامیاب رہی' اسی طرح مرزا غلام احمد قادیانی کی صورت میں اسے ایک ٹکاؤ مال بھی مل گیا' جس نے پروگرام کے مطابق نبوت کا دعویٰ کیا اور جہاد کے خلاف بے شمار کتابیں تحریر کیں۔ یوں اپنے طور پر انگریز نے وہ حربہ استعمال کیا جس سے اس کی حکومت مضبوط ہو اور مخالف قوتیں ہمیشہ کے لئے دب کر رہ جاویں۔ ان دونوں گول چوک کی جامع مسجد اور بلاک نمبر ایک کی جامع مسجد میں جب جلسے منعقد ہوئے تو اکثر ان میں سید امین گیلانی جو ہمارے مشہور شاعر اور عاشق رسول ﷺ نعت خواں کے طور پر جانے جاتے ہیں۔ اکثر ان کو ان جلسوں میں مدعو کیا جاتا تھا' جن دنوں مولانا جالندھریؒ انگریز کے خلاف ان عنوانات پر تقاریر کرتے تھے' سید امین گیلانی اسی موقع کی مناسبت سے اپنی نظمیں پڑھتے تھے۔ سید امین گیلانی کا اپنا انداز تھا' ہزاروں کا مجمع یوں خاموش ہو کر ان کا کلام سنتا تھا جیسے سب پر سکتہ طاری ہو گیا ہو نظم یا نعت ختم ہونے پر یک زبان ہو کر سب یہی مطالبہ کرتے کہ شاہ جیؒ ایک نظم اور چنانچہ ان دنوں کی نظم میں سے دو اشعار جو مجھے شاید صحیح طور پر یاد بھی نہیں مگر پیش کرتا ہوں۔

لوٹنے والوں نے لوٹا ہے دونوں ہاتھوں سے اے دوست
زر لوٹا ہے زرداروں سے تنگ غریباں لوٹ لیا
ایماں ایماں کہنے والو! ایماں کا کچھ ہوش بھی ہے
تیرے ظالم آقاؤں نے تیرا ایماں لوٹ لیا

فرمایا کہ انگریز کے ظلم ناانصافی اور تعصب کا آپ اسی سے اندازہ لگائیں کہ ایک فارغ التحصیل عالم کو تو ووٹ کا حق نہ دیا جبکہ پرائمری

اسکول سے پڑھا ہوا ووٹ ڈال سکتا تھا۔ یعنی ان کے ہاں ہر وہ شخص ان پڑھ شمار ہوتا تھا جو ان کے نظام کے تحت گورنمنٹ کے اسکول سے پڑھا ہوا نہ ہو چاہے دوسرا شخص فارغ دیوبند ہی کیوں نہ ہو...... یعنی ہر طریقہ سے علما کی تذلیل کی گئی۔

مگر قربان جایئے ان سخت جان اکابرین کے کہ جنہوں نے یہ سب کچھ برداشت کیا لیکن دین کا دامن نہ چھوڑا اور مسجد کی صفوں پر بیٹھ کر قرآن و حدیث کی تعلیم کا سلسلہ جاری رکھا۔

دوسرے ملکوں میں جہاں جہاں انقلاب آیا ہے وہاں کی پوری پوری نسلیں دین سے بے بہرہ ہو گئیں مگر یہ شرف صرف برصغیر کے علما کو حاصل ہے کہ انہوں نے ہر سختی کے باوجود کلمہ حق کو سینہ سے لگا کر رکھا۔ تلوار کی نوک اور پھانسی کے پھندے بھی ان حضرات کے قدم ڈگمگا نہ سکے۔ فرمایا کہ کتنی مشکلات کے ساتھ تعلیم حاصل کی جاتی تھی اس کا اندازہ آپ کو اپنی مثال سے دیتا ہوں:

مولانا نے فرمایا کہ "میرے والد ماجد مجھے میرے استاد کے پاس لے گئے اور ان کی خدمت میں عرض کیا کہ میں چاہتا ہوں کہ میرا بیٹا محمد علی مولوی بن جائے۔ میں چھوٹا سا زمیندار بھی ہوں اور گزر اوقات اللہ کے فضل سے ٹھیک ہو رہی ہے۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ محمد علی گھر سے آٹا اور گھی لے آیا کرے گا تا کہ اس کا کھانے پینے کا بوجھ آپ لوگوں پر نہ ہو۔ استاد جی نے جواب دیا کہ بات یہ ہے تم زمیندار ہو اور تمہارا بیٹا تو گھر سے لے آئے گا مگر یہ دوسرے درویش جو گھر سے کچھ نہیں لا سکتے ان کا کیا ہو گا؟ تمہارے بیٹے کی طرف دیکھ کر تو ان کو رشک آئے گا اور ان کا یہ جذبہ ٹھنڈا پڑ جاوے گا۔ اس لئے اگر بیٹے کو مولوی بنانا چاہتے ہو تو توکل پر ہمارے حوالے کر دو' جیسی روکھی سوکھی دوسرے کھائیں گے 'اسے بھی اسی پر گزارہ کرنا ہو گا۔ چونکہ والد صاحب کو مجھے پڑھانا تھا اس لئے خاموش ہو گئے اور کہا اچھا جیسے آپ کی مرضی۔ اس وقت مدرسہ کا طریقہ یہ تھا کہ صبح شام ہم لوگ لوگوں کے گھروں پر جا کر روٹیاں مانگ کر لیا کرتے تھے اور پھر سب مل کر مدرسہ میں بیٹھ کر کھایا کرتے تھے۔"

مولانا نے فرمایا کہ "ہوتا یہ تھا کہ ہم لوگ جا کر جب کسی گھر پر دستک دیتے تو اندر سے آواز آتی "کون اے وے" (یعنی تم کون ہو؟) ہم کہتے درویش ہوں وہ کہتی ابھی تو ہم نے آٹا بھی نہیں گوندھا ابھی سے آ گئے اور کبھی یہ ہوتا کہ ہم دستک دیتے تو اندر سے جواب ملتا "آپ آئے ہو' ہم تو کھا بھی چکے" اور ہم خاموشی سے واپس آ جاتے۔ فرمایا کہ لوگوں کے گھروں میں فوتگی ہوتی تو ہم خوش ہوتے کہ خیرات کا اور کھانے پینے کا سلسلہ کچھ دنوں میں چلتا رہے گا۔"

فرمایا کہ ایک بار استاد جی نے میری ڈیوٹی قریب کے گاؤں میں لگا دی کہ آج تم اس گاؤں سے روٹی لاؤ گے' وہ گاؤں تقریباً مدرسہ سے دو میل کے قریب ہو گا' چنانچہ صبح کا سبق پڑھ کر میں اس گاؤں میں گیا اور پورے گاؤں کا چکر لگایا مگر کسی نے بھی مجھے روٹی نہ دی صرف ایک گھر سے آدھی روٹی اور ساگ ملا۔ مجھے بھوک بہت لگی ہوئی تھی' دل چاہتا تھا کہ جو ملا اسے یہیں بیٹھ کر کھا لوں' مگر استاد کا حکم تھا جو کچھ ملے اسے مدرسے میں لے کر آنا ہے۔ چنانچہ میں جلدی جلدی مدرسہ کی طرف بڑھا۔ دل میں سوچتا تھا کہ کچھ یہ اور کچھ دوسرے طالب علم لائے ہوں گے یوں مل جل کر گزارہ ہو جاوے گا۔ مگر چونکہ مجھے پورے گاؤں کا چکر لگانا پڑا تھا اور ہر گھر پر دستک دینی پڑی تھی' اس لئے ظہر کا وقت ہو گیا تھا اور جب میں مدرسہ میں پہنچا استاد جی نماز کے لئے وضو کر رہے تھے۔ مجھے دیکھ کر فرمایا "محمد علی آج تو! تو بہت لیٹ ہو گیا ہم نے تیرا انتظار کیا مگر جب تو نہ آیا تو ہم نے اپنا کھانا کھا لیا اب تو جو کچھ لے کر آیا ہے' اسے بیٹھ کر کھا لے۔" چنانچہ میں نے وہیں استاد جی سے تھوڑی دور وضو کی جگہ پر بیٹھ کر ہاتھ دھوئے اور روٹی کا وہ ٹکڑا جس پر ساگ تھا ہاتھ میں لے کر کھانے لگا' ابھی ایک ہی لقمہ منہ میں ڈالا تو کوا آیا اور باقی ٹکڑا وہ چھین کر لے گیا۔ استاد جی نے میری طرف دیکھا اور میری ڈیک نکل گئی یعنی رونے لگا۔ فرمایا اتنی مشکلوں سے تو میں نے پڑھا ہے میرے استاد نے اور ہمارے اکابرین نے جن مشکلات سے پڑھا ہو گا آپ خود اندازہ لگا لیں۔ فرمایا کہ بعض اوقات روٹیاں کچھ زیادہ مل جاتیں تو ہم سکھا لیتے اور جب نہ ملتیں تو پھر ان سوکھی ہوئی روٹیوں کو پانی میں بھگوتے اور ان بھیگی ہوئی روٹیوں کو کھینچتے تو ان کی تاریں نکلتیں ہم طالب علم آپس میں ان تاروں کا مقابلہ کرتے کہ تیری تار لمبی یا میری تار لمبی اور ایسی خمیری روٹیوں کو کھا کر ہم سو جاتے۔

تو انگریز نے ہمیں یوں در در کا بھکاری بنا دیا تھا' مگر پھر بھی دین کا شوق رکھنے والے اپنے بچوں کو علم دین پڑھاتے۔ فرمایا بڑے لوگ تو اپنے بچوں کو انگریزی اسکولوں میں بھیجتے مگر غریب' یتیم مسکین بچے' لنگڑے' لولے' اندھے' بہرے بچے مولوی بنتے آئے۔ فرمایا ایک مثال دے کر سمجھاتا ہوں:

محلہ کا دکاندار جب پرچون کی دکان میں جھاڑو دیتا ہے اور کچرا باہر پھینکتا ہے تو محلہ کے بچے اس کچرے پر ٹوٹ پڑتے ہیں' وہ اس کچرے میں

سے کشش کے دانے' مروڑے کے ٹکڑے یا کوئی بادام' ریوڑی چننے لگتے ہیں۔"

فرمایا قوم نے مولوی کو پکڑا دیا تھا' مگر داد دینی چاہئے اس مولوی کو کہ اس نے اس کچرے میں سے دانے چنے اور کسی کو قاسم نانوتوی بنایا' کسی کو رشید احمد گنگوہی بنایا' کسی کو اشرف علی تھانوی' کسی کو حسین احمد مدنی' کسی کو انور شاہ کشمیری' مفتی کفایت اللہ دہلوی اور کسی کو عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم بنائے۔

یوں علمائے امت نے پورے ملک کے ہر شہر گاؤں اور قصبات میں مدارس کا ایک جال بچھادیا اور انگریز کی وہ کوشش ناکام بنادی' جس کے تحت وہ قرآن و حدیث کی تعلیم کو ختم کرنا چاہتا تھا۔ اسی طرح ختم نبوت کے مسئلہ پر پوری قوم متحد ہوگئی اور ہر طبقہ کے علماء میدان میں نکل آئے اور انگریز کے خود کاشتہ پودے کو جڑ سے اکھاڑ پھینکا۔ سید پیر مہر علی شاہ اور سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے جھوٹے کو جھوٹے کے گھر تک پہنچا کر چھوڑا اور قادیان میں اس کے گھر پہنچ کر دعوت مباہلہ اور دعوت مناظرہ دی' مگر وہ جھوٹا نہ مباہلہ کے لئے آیا اور نہ مناظرہ کے لئے۔ اسی طرح پادریوں نے جب مسلمانوں کو مناظرہ کے لئے بلایا تو علمائے حق نے اس میدان میں بھی فتح کے جھنڈے گاڑے۔

چنانچہ ایک پادری شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ کے یہاں آیا اور بڑے معصوم انداز میں سوال کیا کہ شاہ جی! میں آپ سے ایک بات پوچھتا ہوں کہ ایک شخص جنگل میں سفر کر رہا ہے اور وہ راستہ بھول جاتا ہے' وہ ادھر ادھر کسی رہبر کی تلاش کرتا ہے اسے ایک درخت کے نیچے دو شخص نظر آتے ہیں وہ درخت کی طرف لپکتا ہے' تو دیکھتا ہے کہ درخت کے نیچے ایک شخص سویا ہوا ہے اور ایک جاگ رہا ہے اب یہ بھٹکا ہوا انسان اس سوئے ہوئے سے راستہ پوچھے یا جاگنے والے سے؟ حضرت شاہ صاحبؒ نے فرمایا! کہ وہ جو جاگ رہا ہے' اصل میں وہ بھی راستہ معلوم کرنے کے لئے اس سونے والے کے جاگنے کا انتظار کر رہا ہے' اس لئے یہ بھٹکا ہوا انسان بھی اس جاگنے والے کے پاس بیٹھ جائے اور سونے والا جب اٹھے تو اس سے راستہ پوچھ کر اپنی منزل کی طرف بڑھے۔

یوں شاہ جیؒ نے اس پادری کو لاجواب کر دیا۔

اسی طرح ایک پادری نے دہلی میں آکر مناظرہ کی عام دعوت دے دی تو جو بھی عالم مجھ سے مناظرہ کرنا چاہے مناظرہ کرے۔ اس پر مسلمان (شاہ عبدالقادر یا مولانا عبدالحق محدث دہلویؒ) کے ہاں پہنچے اور پادری کے اعلان کا ذکر کیا اور پادری سے مناظرہ کرنے کی درخواست کی' چنانچہ شاہ جیؒ نے اس چیلنج کو قبول کیا اور مناظرہ کی تاریخ طے ہوگئی۔

شاہ جیؒ نے ان پورے اشکالات کے جواب تلاش کئے جو پادری اسلام پر کر سکتا تھا' کتابوں میں چٹیں لگادی گئیں' تاکہ اعتراض ہونے پر وہ صفحہ کھول کر جواب دیا جائے۔ اس مناظرہ کی شہرت دور دور تک پہنچ گئی تھی۔ اس لئے مناظرہ کے موقع پر دہلی کے چوک میں ہندو' مسلم' سکھ' عیسائی دور دور تک انسانوں کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر موجود تھا۔ پادری وقت مقررہ پر آیا اور کھڑے ہو کر کہا کہ بھائیو! میں عیسائی ہوں اور میرے پاس میری مذہبی کتاب انجیل موجود ہے' اسی طرح شاہ صاحب کے پاس ان کی مذہبی کتاب قرآن پاک موجود ہے۔ میں آپ سب کے سامنے آگ روشن کروں گا اور اپنی مذہبی کتاب کو آگ میں ڈال دوں گا۔ اسی طرح شاہ صاحبؒ اپنی مذہبی کتاب قرآن کو آگ میں ڈال دیں۔ جس کا مذہب سچا ہوگا' اس کی کتاب بچ جائے گی اور جس کا مذہب جھوٹا ہوگا اس کی کتاب جل جائے گی۔ بس یہی میرا مناظرہ ہے۔

شاہ جیؒ نے جب یہ سنا تو ایک لحہ کے لئے سوچ میں پڑ گئے کہ میں جس مناظرہ کے لئے تیار ہو کر آیا تھا' اس موضوع پر تو اس نے بات ہی نہیں کی مگر مومن کی بصیرت کا مقابلہ کوئی نہیں کر سکتا' چنانچہ دوسرے ہی لحہ شاہ جی اٹھے اور فرمایا کہ بھائیو! آپ نے اس کی بات سنی اب میری بات سنئے! یہ اپنی مذہبی کتاب کو آگ میں ڈالنے کے لئے تیار ہے' مگر میں اپنی مذہبی کتاب کو آگ میں نہیں ڈالوں گا کیونکہ یہ اس مقدس کتاب کی توہین ہے۔ ہاں البتہ یہ پادری اپنی مذہبی کتاب کو اپنے سینے سے لگائے اور میں اپنی مذہبی کتاب قرآن مجید کو اپنے سینے سے لگا کر آگ میں کودتا ہوں اور یہ بھی آگ میں کودے' جس کی کتاب سچی ہوگی وہ خود بخود بچے گی اور اپنے ماننے والے کو بچالے گی اور جس کی کتاب سچی نہ ہوئی وہ خود بھی جل جائے گا اور ان کا ماننے والا بھی جل جائے گا۔ شاہ جیؒ کا یہ جواب سن کر پادری کانپنے لگا' کیونکہ اپنی کتاب پر ایسا مصالحہ چڑھا کر لایا تھا جس پر آگ اثر نہ کرے' لیکن اپنے جسم پر تو اس نے مصالحہ نہیں لگایا تھا۔ اس لئے میدان چھوڑ کر بھاگ گیا' یوں اللہ تعالیٰ نے اسلام کو فتح سے سرفراز فرمایا' بعد میں گھر آکر کسی محرم راز نے شاہ جیؒ سے پوچھا کہ کیا آپ کو یقین تھا کہ آپ آگ میں نہ جلیں گے؟ فرمایا! ہاں اللہ کی قسم مجھے پورا یقین تھا کیونکہ اسی وقت میرے دل میں قرآن پاک کی یہ آیت موجزن ہوئی کہ "ہم نے ابراہیم پر آگ کو ٹھنڈا اور سلامتی والا بنادیا" جو خدا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے آگ کو ٹھنڈا کر سکتا ہے میرے لئے بھی کر سکتا ہے۔"

○

ملک شہادت حسین اعوان (ایڈووکیٹ)

اسلامی ریاست میں قادیانیوں کی حیثیت

قادیانی کس قسم کے غیر مسلم ہیں؟

برادران اسلام! یہ تو آپ خوبی جانتے ہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی ملعون اور اس کے تمام پیروکار خارج از اسلام ہیں' لیکن کبھی آپ نے سوچا کہ یہ کس قسم کے غیر مسلم ہیں۔ ایک عیسائی' ہندو' سکھ' بدھ مت وغیرہ بھی غیر مسلم ہے اور قادیانی بھی غیر مسلم۔ مگر قادیانی اور دوسرے غیر مسلموں میں بہت بڑا فرق ہے۔ قادیانی اور دوسرے غیر مسلم اپنے مخصوص عقائد اور نظریات رکھتے ہیں' جن کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ مگر وہ دین اسلام کے حق ہونے کا واضح انکار کرتے ہیں۔ ان کے عقائد کا پس منظر اور بنیادیں ان کی اپنی بنائی ہوئی ہیں' لیکن قادیانی دوسرے غیر مسلموں سے مختلف قسم کے غیر مسلم واقع ہوئے ہیں قادیانیوں کے علاوہ کسی غیر مسلم نے کبھی اپنے عقائد کو مبنی بر قرآن و سنت نہیں قرار دیا اور نہ ہی انہوں نے کبھی اپنے مذہب کو اسلام کے طور پر پیش کیا ہے ان کا اپنا نظام فکر و عمل ہے اور اپنی مذہبی اصطلاحات ہیں۔ جبکہ قادیانی اپنے باطل اور کفر پر مبنی عقائد اور نظریات کو اسلام کے نام پر پیش کرتے ہیں دین اسلام کی اصطلاحات اور شعائر کو استعمال کرتے ہیں اور اپنے تمام مذہب کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ قرار دیتے ہیں۔ اس لحاظ سے قادیانی مرزا ملعون کا پیروکار طبقہ ایک ایسا گروہ ہے جو منافق ہے' جس نے دوسرے کفار کی طرح اسلام کی اعلانیہ مخالفت نہیں کی بلکہ اس نے اسلام کا لبادہ اوڑھ کر اور اپنے خود ساختہ عقائد پر

اسلامی تعلیمات کی ملمع کاری کرتے ہوئے اہل دنیا کو اسلام کے نام پر دھوکہ دینے کی کوشش کی ہے اور منافق بن کر اہل اسلام کو اندر سے شدید نقصان پہنچانے کا ارتکاب کیا ہے۔ اس طرح قادیانی دوسرے غیر مسلموں کی نسبت زیادہ خطرناک ہیں اور گمراہ کن ہیں۔ قادیانیوں اور دوسرے غیر مسلموں میں یہ بنیادی فرق ہے۔ اسلام اپنے وجود میں کائنات کے اعلیٰ ترین حقائق کا مجموعہ مکمل نظام حیات و فلاحی ریاست اور عدل و حریت پر مبنی ایک معاشرہ ہے۔ جس کے اپنے مخصوص قواعد و ضوابط ہیں' جس نے تمام نسل انسانی کی ہدایت و ارتقا کے لئے جامع دستور العمل عطا کیا ہے جو غیر متبدل قوانین پر مشتمل ہے' وہ اس وقت قرآن مجید کی صورت میں قولاً اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل میں عملاً موجود ہیں۔ اس عملی و فکری سرمائے کی موجودگی میں ابد الآباد تک مزید کسی وحی' الہامی مذہب کی کوئی ضرورت نہیں۔ اگر کوئی شخص یا اس کا پیروکار قرآن کی اکملیت و تمامیت اور حضور

محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت سے انکار کرتے ہوئے کسی بھی مفہوم میں اپنے خود ساختہ عقائد و نظریات کو منزل من اللہ (اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ) قرار دے کر اپنی پیروی کرنے کی دعوت دے تو ایسا شخص محض غیر مسلم نہ ہوگا بلکہ وہ اسلام کا غدار اور باغی کہلائے گا' جسے اسلامی اصطلاح میں مرتد اور زندیق کہتے ہیں کیونکہ ایسے شخص نے اسلام کو استعمال کرتے ہوئے ایسے نظریات کو پیش کیا ہے جو اسلام کے خلاف صریحاً بغاوت ہے' اس نے اسلام سے نکل جانے کا اور امت مسلمہ کے مسلمہ عقائد سے انحراف کا اعلان کیا ہے اس لئے وہ مرتد ہے اور اگر وہ کفریہ عقائد کو بطور اسلام پیش کرتا ہے تو وہ زندیق ہے اور یہ منافقت کا اعلیٰ ترین درجہ ہے اسلامی قوانین کے مطابق زندیق اور مرتد دونوں واجب القتل ہیں' انہوں نے برائی کو نیکی کے نام سے یعنی کفر کو اسلام کے نام سے پیش کرنے کی جو کوشش کی ہے اس بنیاد پر وہ ان تمام حقوق و رعایات کے مستحق نہیں بنتے جو اسلامی ریاست میں غیر مسلموں کو دی جاتی ہیں' بلکہ ایسے لوگوں سے وہ سلوک کیا جاتا ہے جو غداروں اور باغیوں کے ساتھ ہوتا ہے قادیانیوں کی حقیقی حیثیت یہی ہے جو انہوں نے منافقت کے اعلیٰ درجہ پر فائز ہو کر حاصل کی ہے۔

> مرزا قادیانی کی معنوی ذریت کا تمام پروگرام صرف اسلامی عقائد اور تعلیمات کو مسخ کر کے انسانیت کو اسلام سے برگشتہ کرنا ہے اسلام کی بنیادیں توحید و رسالت ہیں' اسلامی ریاست کا مقصد وجود اعلائے کلمۃ الحق ہے یعنی قرآن و سنت کی حاکمیت قائم کرنا لیکن قادیانی اسلام کا لبادہ اوڑھ کر شب و روز انگریزی سامراج کے اشاروں پر عمل پیرا ہو کر اسلام اور ملک و ملت کی مخالفت میں مصروف ہیں۔ آپ اندازہ لگائیں کہ قادیانی کس قسم کے غیر مسلم ہیں؟............ (مدیر)

قادیانیت کے نام سے اسلام اور اہل اسلام کے خلاف جو سازش ہوئی ہے وہ کس قدر بھیانک ہے اس کا اندازہ اس امر سے لگائیں کہ مرزا ملعون قادیانی کہتا ہے کہ اسے نبی' رسول' مہدی' مسیح وغیرہ ملایا گیا ہے بلکہ اس سے آگے بڑھتے ہوئے' یہاں تک بکتا ہے کہ:

"میں اللہ کا بیٹا ہوں (اربعین ص ۲۳)' میں خود خدا ہوں (کتاب البریہ ص ۸۵)' میرے ساتھ خدا نے ہمبستری کی (اسلامی قربانی ٹریکٹ ۳۴)"

جبکہ قرآن حکیم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مثال کسی شے سے نہیں دی جاسکتی' نہ اس کا کوئی بیٹا ہے اور نہ اس کی کوئی بیوی' نہ اس کی حکومت میں اس کا کوئی شریک ہے۔

مرزا ملعون کہتا ہے:

"قادیان میں اللہ نے اپنا رسول بھیجا (دافع البلاء ص ۱۱)' قادیان میں اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ کو بھیجا (کلمۃ الفصل ص ۱۰۵)' مرزا قادیانی خود محمد رسول اللہ ہے (ایک غلطی کا ازالہ ص ۴)"

ادھر قرآن حکیم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول اور آخری نبی ہیں اور تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں وہ' وہ تمام انسانوں کی ہدایت کے لئے کافی ہیں۔ تمام نسل انسانی کے لئے ہادی اور رسول ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت ہی اللہ کی اطاعت ہے ان کی سیرت طیبہ تمام انسانوں کے لئے اسوہ حسنہ ہے جو کوئی ان کے علاوہ کوئی اور طریقہ اختیار کرے گا وہ صریحاً گمراہی ہے۔

مرزا ملعون کہتا ہے:

"اسلام کے دو حصے ہیں ایک اللہ کی اطاعت اور ایک سلطنت برطانیہ کی اطاعت (شہادت القرآن ص ۸۴)"

قرآن حکیم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ "اے ایمان والو! یہود و نصاریٰ کو اپنا دوست نہ بناؤ جو ان کو دوست بنائے گا وہ انہی میں سے ہے اس لئے ان کی اطاعت کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔"

مرزا ملعون کہتا ہے:

"قرآن میرے منہ کی باتیں ہیں (تذکرہ مجموعہ الہامات ۱۳۵)' مجھ پر وحی آتی ہے (حقیقت الوحی ص ۳۸۷)' میں نبی ہوں' بلکہ تمام نبیوں کا مجموعہ ہوں (حقیقت الوحی ص ۲۸'۳۲)۔"

قرآن حکیم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ قرآن کی مثل کوئی کلام نہیں' قرآن حکیم کی صورت میں اللہ تعالیٰ کے کلمات سچائی اور عدل کے ساتھ مکمل ہوگئے ہیں' جن کی حفاظت کا خود رب ذوالجلال نے ذمہ لیا ہوا ہے۔ اس لئے جب آخری وحی اصل صورت میں موجود ہے تو پھر مزید کسی نبوت کی ضرورت نہیں۔

غور فرمائیں:

اس سے بڑھ کر توحید ورسالت' اسلام اور قرآن کی توہین ہوسکتی ہے؟ اسلام کے خلاف بغاوت کا اس سے بڑھ کر کوئی اور انداز ہوسکتا ہے۔ ان مختصر مثالوں کو سامنے رکھتے ہوئے یہ حقیقت بالکل واضح ہوجاتی ہے کہ مرزا قادیانی ملعون کا تمام پروگرام صرف اسلامی عقائد اور تعلیمات کو مسخ کرنا اور انسانیت کو اسلام سے برگشتہ کرنا ہے' اسلام کی بنیادیں توحید اور رسالت ہیں' اسلامی ریاست کا مقصد وجود لفظاً کلمۃ اللہ ہے یعنی قرآن و سنت کی حاکمیت قائم کرنا۔ وہ اپنے اندر ایک ایسے گروہ کو پھلنے پھولنے کی اجازت کیسے دی جاسکتی ہے جو قرآن و سنت کی واضح تعلیمات کے خلاف ایک ایسے مشن کو چلا رہا ہو جس سے اسلام کی تمام تعلیمات کا سارا نقشہ ہی مکمل بدل جاتا ہو ایک عام دنیاوی ریاست اپنے وجود کے درپے باغیوں کی باغیانہ سرگرمیوں کو نظر انداز نہیں کرسکتی تو کائنات کا اعلیٰ ترین ضابطہ حیات جس ریاست میں عملی طور پر جلوہ گر کرنا مقصود ہو وہاں اسلام کے نام پر جعلی و نقلی اور سازشی مشن کی بغاوت کو کیسے برداشت کیا جاسکتا ہے' اسلامی ریاست نے قرآن و سنت کی حاکمیت قائم کرنی ہے نہ کہ قرآن و سنت کو استعمال کرکے باطل نظریات پھیلانے والوں کو اسلام کے خلاف سازشیں پھیلانے کا لائسنس دینا ہے۔ دوسرے غیر مسلم اپنے مخصوص رسوم و عبادات کرتے ہیں اور ان کی عبادت گاہوں کے اپنے مخصوص نام ہیں ان کے اعمال سے کسی کو بھی یہ دھوکہ نہیں ہوسکتا کہ وہ اسلام کی نمائندگی کررہے ہیں' بلکہ یہ واضح ہوتا ہے کہ یہ اسلام کے علاوہ کسی اور مذہب مثلاً عیسائیت' ہندومت' بدھ مت وغیرہ سے تعلق رکھتے ہیں جبکہ قادیانی اپنے کفریہ عقائد کو اسلام کا لبادہ اوڑھ کر پیش کرتے ہیں اور مسلسل اسلام دشمن قوتوں کے جاسوس اور ایجنٹ کے طور پر کام کرتے چلے آرہے ہیں۔ اس طرح قادیانی دوسرے غیر مسلموں سے قطعی طور پر مختلف ہیں اور یہ محض غیر مسلموں کے زمرے میں نہیں آتے بلکہ اسلام کے نام پر دھوکہ دینے والے ہیں اور توہین رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کرنے والے' اسلامی ریاست کے باغی اور ملت اسلامیہ کے غدار ہیں۔ جن پر مرتد اور زندیق کا حکم لاگو ہوتا ہے۔ ان حقائق کے پیش نظر تمام جاں نثاران رسول اللہ صلی اللہ علیہ کا مطالبہ ہے کہ

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں قرآن و سنت کی تعلیمات کے تقاضوں کے مطابق یہ ضروری ہے کہ:

- مرزا قادیانی ملعون کے ایجاد کردہ مذہب پر مکمل پابندی لگائی جائے۔
- جو لوگ اس وقت اسلام کو چھوڑ کر مرزا قادیانی ملعون کے پیروکاروں میں شامل ہوں انہیں مرتد واجب القتل قرار دیا جائے۔
- تاہم ان میں سے جو لوگ مرزا ملعون کی پیروی سے توبہ کر کے اسلام قبول کر لیں ان کی اسلامی تربیت کے مراکز پر طہارت (پاکیزگی) قلب و نظر کی جائے۔
- مرزا ملعون قادیانی کے تمام پیروکاروں کے جملہ اثاثے حق اسلامی بیت المال ضبط کر لئے جائیں تاکہ وہ اپنے وسائل قرآن و سنت کے خلاف خلاوت پر مبنی مذہب کی اشاعت کے لئے استعمال نہ کر سکیں۔
- مرزا ملعون کے پیروکار بچوں اور خواتین کی ذہنی تربیت کا باضابطہ انتظام کیا جائے اگر وہ حق کی طرف مائل نہ ہوں تو انہیں قید میں سزائے تازیانہ دی جائے' حتیٰ کہ وہ اسلام قبول کر لیں یا اپنے انجام کو پہنچ جائیں۔
- مرزا ملعون قادیانی اور اس کے پیروکاروں کا تمام لٹریچر ضبط کر کے جلایا جائے اور ان کے مراکز پر بھی ان کے اسلام سے بغاوت اور اہانت رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) پر مبنی مذہب کا پرچار فوراً بند کروایا جائے۔

یہ تمام مطالبات قرآن و سنت اور ائمہ اسلام کی مومنانہ بصیرت پر مبنی ہیں ان کا عملاً اطلاق کرنا اسلامی ریاست کا فرض ہے۔ ان کی تائید میں بے شمار دلائل اور نظائر موجود ہیں تاہم ان پر عمل انفرادی طور پر کرنے کی بجائے اجتماعی صورت میں اسلامی ریاست کے باضابطہ اداروں کی طرف سے کیا جانا مناسب ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قیادت میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اولین دور میں نبوت کے جھوٹے دعویدار مسیلمہ کذاب اور اس کے پیروکاروں کو جہنم رسید کیا تھا پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اپنے دور میں اسلام سے ارتداد کرنے والوں اور زندیقوں کو سزائے موت دی' اب بھی تمام فرزندان اسلام کو اسلام کے نام پر حاصل کیے گئے اس ملک میں اللہ کے قانون کی حاکمیت قائم کرتے ہوئے اس دور کے مسیلمہ کذاب اور اس کے پیروکاروں پر حد ارتداد نافذ کر کے فتنہ قادیانیت سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اس سرزمین کو پاک کرنا ہوگا۔ یہ عظیم مقصد مسلمانوں کی باہمی وحدت و اخوت کو مضبوط کرنے سے حاصل ہوگا اور ملکی قانون میں حد ارتداد کو شامل کرا کے اس امر کا مستقل انتظام کرنا ہوگا کہ آئندہ اسلام کے نام پر اسلام کے خلاف کوئی سازش نہ کر سکے قادیانیوں کی کافرانہ سرگرمیوں کو روکنے کے لئے تمام مسلمان بھائیوں کو باہم مل کر چلنا ہوگا۔

☆☆☆..........☆☆☆

☎: 7235487
رحمت کریمی
جیمس اینڈ جیولری' اسپیشلسٹ سپلائی گولڈ جیولری
امپورٹڈ اینڈ لوکل' گولڈ مرچنٹس اینڈ آرڈر سپلائرز
پروپرائٹر: محمد سلیم میمن
چوتھی منزل کمرہ نمبر ۴۰۷ لاکھانی سینٹر سولجر بازار نمبر ۱ کراچی

فتنہ قادیانیت کے خلاف جہاد
ملک و قوم اور عالم اسلام کے خلاف اس فتنے کی سازشوں سے باخبر رہنے کے لئے
ہفت روزہ ختم نبوۃ کا مطالعہ کیجئے
تازہ شمارہ اپنے قریبی نمائندہ ختم نبوت سے طلب فرمائیں
رابطہ: دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی
فون: ۷۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۷۷۸۰۳۴۰

مولانا سید رابع حسنی ندوی
ترجمہ سید جاوید احمد

مسائل کا اسلامی حل

دعوت کا بہتر اور مؤثر طریقہ

دین اسلام انسانیت اور اعتدال کا مذہب ہے' اپنے ماننے والوں سے اس کا مطالبہ یہ ہے کہ وہ انسان رہتے ہوئے ہر طرح کی بے راہ روی' بدعنوانی اور کردار کی کوتاہی سے اپنے دامن کو پاک و صاف رکھیں' لیکن ان سے یہ مطالبہ نہیں کہ وہ بالکل بے گناہ فرشتے بن جائیں کہ نہ تو ان کو بھوک و پیاس کا احساس ہو اور نہ ان کے دل میں گناہ کا ذرہ بھر خیال گزرے' اسی طرح ان کو اس کی اجازت بھی نہیں کہ وہ بے محابا ہو کر بہیمانہ حرکتیں کرنے لگیں' بے لگام خواہشات کی پیروی کو اپنا شیوہ بنالیں' اور شتر بے مہار کی طرح آوارہ پھریں کہ کھانے پینے اور اپنی بہیمانہ خواہشات کی تکمیل کے سوا کوئی دوسرا مقصد حیات ہی نہ ہو' ان کو دونوں رخوں کے درمیان اعتدال اور میانہ روی بتائی گئی ہے اور یہی ان کے دین کا اصل طرہ امتیاز ہے' اور اسی کی وضاحت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول سے ہوتی ہے' جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے چند اصحاب رضی اللہ عنہم کے بارے میں معلوم ہوا ہے ان میں سے ایک نے اپنے اوپر یہ لازم کرلیا ہے کہ وہ رات بھر اللہ کی عبادت کریں گے' دوسرے نے یہ لازم کرلیا ہے کہ وہ پوری زندگی روزہ رکھیں گے' اور تیسرے نے یہ عہد کرلیا ہے کہ شادی ہی نہیں کریں گے اور نہ اپنی بشری خواہشات کو پورا کریں گے' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "نہیں ایسا مت کرو' میں تم میں سب سے زیادہ عبادت گزار ہوں لیکن یاد رکھو! میں اللہ کی عبادت بھی کرتا ہوں اور سوتا بھی ہوں' روزے بھی رکھتا ہوں اور بغیر روزے کے بھی دن گزارتا ہوں' اور میرے نکاح میں بیویاں بھی ہیں۔"

ایک طرف تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات فرمائی' دوسری طرف روایات اس بات کو بھی بتاتی ہیں کہ ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چند اصحاب کے پاس تشریف فرما تھے اور حسب خواہش کھانا بھی حاصل ہوا تھا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "یہ ایسی نعمت ہے کہ اس کے متعلق قیامت کے روز تم سے پوچھا جائے گا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اشارہ دراصل قرآن کریم کی آیت ثم لتسئلن یومئذ عن النعیم○ کی طرف تھا کہ پھر اس روز (یعنی قیامت کے روز) تم سے نعمت کے بارے میں سوال ہوگا۔"

تاریخ شاہد ہے کہ جب کبھی بھی انسان اعتدال اور بیچ کی راہ سے ہٹا تو وہ فساد اور خرابی کا شکار ہوا' چنانچہ یورپ اپنے تاریک دور میں زبردست قسم کی رہبانیت کا شکار ہوا جس میں لوگ روحانی ترقی کی خاطر اپنی فطرتی اور انسانی خواہشات تک کو کچل ڈالتے تھے' لیکن پھر بھی بندگی اور پاکیزگی کی راہ میں بڑی کامیابی حاصل نہ کرسکا اور اس طرح سے کامیابی کی امید بھی نہیں کی جاسکتی' چاہے انسان فرشتہ کی پوری نقل کیوں نہ کرنے لگے جس میں اسے کھانے پینے' غسل کرنے اور علاج و معالجہ کی بھی ضرورت پیش نہ آئے' حق تو یہ ہے کہ انسان رہتے ہوئے انسان کے ہاتھ سے صلاح و تقویٰ کا دامن نہ چھوٹے اور اس کا انسانی شعور اس حد تک بیدار ہو کہ اسے انسانی ضرورتوں کمزوریوں' انسان کی آرام و راحت اور اس کی آفت و مصیبت کا علم ہو' پڑوس اور رشتہ داری کے حقوق سے بھی واقف ہو' اپنی اور اپنے پڑوس اور معاشرہ کے لوگوں کی بشری ضروریات کا احساس و شعور بھی رکھتا ہو' دوسری بات یہ ہے کہ اخروی سعادت اور کامیابی کا طالب ہو' نیک اعمال کے ذریعہ اپنے رب کی رضا جوئی اس کا طریقہ ہو' اس لئے کہ اخروی خیر و سعادت کی جستجو اسے سرکشی اور بے راہ روی سے باز رکھے گی تو دنیاوی وسائل زندگی سے فائدہ اٹھانے کی ضرورت اسے سنیاس اور رہبانیت کے گڑھے میں گرنے سے محفوظ رکھے گی۔

چونکہ پہلے بھی یورپ زبردست قسم کی رہبانیت اور سنیاس کا شکار ہوچکا ہے جس میں اس نے اپنے کو دنیاوی نعمتوں سے محروم کرلیا تھا پھر بعد میں آنکھیں بند کرکے دنیاوی سامان آرائش و زیبائش کے پیچھے پڑگیا جس کے نتیجہ میں مادیت کے دلدل اور خواہشات کے جنگل میں پھنسا ہوا ہے' لہٰذا اب تک یورپ کو دو متضاد تجربوں سے گزرنا پڑا ہے اب اسے اعتدال اور میانہ روی کے تجربہ کی ضرورت ہے اور یہ تجربہ اسلام کے علاوہ کہیں اور حاصل نہیں ہوسکتا' اس سلسلہ میں بڑی ذمہ داری مسلمانوں کے اوپر ہے کہ وہ یورپ کے اندر اسلام کی صحیح ترجمانی کریں اور اس کا حقیقی تعارف دنیا کے سامنے پیش کریں انسانیت کے ساتھ اس نے کیا سلوک کئے' انسانیت پر اس کے کیا احسانات ہیں اس کو اجاگر کریں' لیکن یہ باتیں مسلمانوں کے لئے جب ہی ممکن ہوسکتی ہیں کہ خود بھی صحیح اسلامی اخلاق سے مزین و آراستہ ہوں ان میں کسی طرح کی افراط و تفریط نہ ہو' ان کے لئے بحیثیت ایک مصلح اور داعی

امت کے یہ ضروری ہے کہ وہ غیر مسلموں کے سامنے سچا انسانی چہرہ اور مبارک انسانی زندگی لے کر جائیں اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کرام رضی اللہ عنہم کے اخلاق و معاملات اور ان کی پوری زندگی کا حسین و بہترین مرقع پیش کریں۔

آج یورپ اپنی خواہشات نفسانی کے سمندر میں غرق ہو چکا ہے' بیشتر دینی و انسانی قیود سے آزاد ہو کر اخلاقی پستی اور حیوانی طرز زندگی میں پڑ چکا ہے' اس کو فی الوقت ایسے مسیحا کی ضرورت ہے جو اسے اس پستی اور ذلت سے اوپر لا سکے آج کی مسیحی دنیا اپنے ملحدانہ مادی نظام حیات سے تنگ آچکی ہی' کیونکہ وہ بے غرضانہ انسانی جذبہ سے خالی اور محروم ہے اور مسیحی مذہب سے اس کا ربط برائے نام رہ گیا ہے' اس لئے کہ اس میں اب کسی دینی خلا کو پر کرنے کی صلاحیت بالکل نہیں رہی' لہٰذا حیران و پریشان کسی ایسے دین کی تلاش میں ہے جو اسے زندگی کی بھول بھلیوں سے نکال کر منزل کی صحیح رہنمائی کرے' اور اس کی صلاحیت اسلام کے علاوہ کسی اور مذہب میں نہیں رہی۔

لیکن آج کل ہمارے کچھ افراد اسلام کو غیروں کے سامنے غم گساری' ہمدردی' انسانیت دوستی سے ہٹ کر خود غرضی اور نفرت کے طرز عمل کے طور پر پیش کر رہے ہیں' اور جب تک ہم اسلام کا چہرہ کشاکش' نفرت اور معاندانہ طرز میں پیش کرتے رہیں گے اس وقت تک غیروں کا جواب اور موقف اسلام کی طرف سے اعراض اور روگردانی کے سوا کچھ نہیں ہو سکتا' ایسے میں ضروری ہے کہ ہم اسلام کو غیروں کے سامنے ایک ایسے دین کی حیثیت سے پیش کریں جو ان کی موجودہ اجتماعی اور اخلاقی زوال سے گلو خلاصی کرا سکے' کیونکہ اب ساری دنیا کی طبیعت اس سے گھبرا چکی ہے' اور اس سے دائمی نجات چاہتی ہے' چنانچہ اپنے ان پیچیدہ مسائل کا حل تلاش کرنے میں سرگرداں اور پریشان ہے۔

لہٰذا ایسی صورت میں غیر مسلم دنیا کے سامنے اسلام کا روشن چہرہ ظاہر نہیں کیا گیا تو پھر اسلام ان کے دلوں کو اپنی طرف مائل کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکتا' اور یہ مادی اور خود غرضانہ طور و طریق کی دنیا اسی طرح در در کی ٹھوکریں کھاتی پھرے گی' تنکوں کا سہارا لے گی اور اسی سے اپنے درد کا مداوا کرے گی' اس لئے مسلم داعیوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ دعوت اسلامی کے لئے مناسب اور موزوں طریقہ اختیار کریں' کیونکہ دعوت کی تمام تر ذمہ داری انہیں کے سر ہے ارشاد باری ہے کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف و تنہون عن المنکر وتومنون باللہ○ "تم ایسی خیر امت ہو جو لوگوں کے لئے نکالی گئی ہو' نیکی کی تم ہدایت کرتے ہو اور بدی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔"

لیکن آج اسلام کے ماننے والے مختلف ٹکڑیوں میں بٹے ہوئے ہیں' کچھ تو وہ ہیں جو اسلام کے صرف نظریہ جنگ و جہاد ہی کو مانتے ہیں اور اس سلسلہ میں صرف سیاسی اور جوش سے بھری ہوئی آواز کو شیوہ بناتے ہیں' وہ ایسا کرتے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت و کردار اور طریقہ کار کو نہیں دیکھتے' دین کی مصلحت' حکمت دعوت اور اتباع سنت کے طریقہ کو اپنانے میں کوتاہی کرتے ہیں وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس طرز عمل کو نہیں دیکھتے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض منافقین کے نفاق کو اچھی طرح جان لینے کے بعد بھی ان کو قتل کرنے سے گریز کیا' اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خالص اسلام کی مصلحت میں کیا کہ اسلام کے خلاف دشمنان اسلام کو کھلے طور پر یہ الزام لگانے کا موقع نہ ہاتھ آجائے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ساتھ رہنے والے کسی شخص کو قتل کر دیا' کیونکہ اس شخص کے کھلے نفاق اور اسلام دشمنی کو دوسرے لوگ جان نہیں سکتے تھے' چنانچہ اس حکمت عملی کے ذریعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کو بدنام ہونے سے بچایا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اگر کسی نے کلمہ لا الہ الا اللہ کا اقرار کیا تو آپ نے اس کا اعتبار کیا' ایک صحابی کو اس بات کی خلاف ورزی کرنے پر زجر و توبیخ کرتے ہوئے فرمایا کہ کیا تم نے اس کا دل چیر کر دیکھ لیا تھا۔

مذکورہ بالا گروہ کے برعکس دوسرا گروہ اسلام کو صرف عقلی نقطۂ نظر سے پیش کرنے پر اکتفا کر رہا ہے' اور اسے مغربی نقطۂ نظر سے ہم آہنگ بنانے پر اپنی محنت صرف کر رہا ہے' جبکہ مغرب خود اپنے اس طرز زندگی سے بیزار ہو رہا ہے' اس لئے کہ اب اس کو اس میں قلبی راحت اور زندگی کا سکون میسر نہیں ہو رہا ہے یہی وجہ ہے اس کے افراد وقتاً "فوقتاً" اس زندگی سے منہ موڑ کر' زندگی کے عام وسائل راحت کو بھی چھوڑ کر تارک الدنیا شخص کی زندگی اپنانے لگتے ہیں۔

مانا کہ مغرب نے خوب ترقی کی' سیاسی اور اقتصادی نظام' عسکری قوت' وسائل معیشت اور تمدنی ترقی میں اوج کمال کو پہنچ چکا' اور اس کے ذریعہ اس نے اپنی مشکلات کو حل کرنے اور اندرونی اضطراب کو دور کرنے کی بھرپور کوشش کی لیکن اس کی ہر کوشش صدا بصحرا ثابت ہوئی' آج مغربی نوجوان کا حال یہ ہے کہ وہ اپنے مسائل کے حل کی تلاش میں ہر وادی کی خاک چھان رہا ہے' اور ہر جگہ سے نامراد اور ناکام لوٹ رہا ہے' یہ اخلاقی ابتری اور ذہنی کشاکش جس کا آج مغربی نوجوان شکار ہے' یہ اس کے آزاد معاشرے کا نتیجہ ہے جو اخلاقی اور دینی پابندیوں سے یکسر خالی اور آزاد ہے' اور یہی ان کی بیماری

باقی صفحہ ۲۲ پر

کاتب وحی حضرت امیر معاویہؓ

بابو شفقت قریشی سہام

حضرت امیر معاویہؓ کا تعلق قبیلہ قریش کی شاخ بنی امیہ سے تھا۔ فتح مکہ کے موقع پر ۲۳ برس کی عمر میں آپؓ نے اسلام قبول کیا اور اس کے بعد اسلام کی بے حد خدمت کی۔ یہی وجہ ہے کہ آپؓ کا شمار ممتاز صحابہ کرامؓ میں ہوتا ہے' ان کی ذاتی لگن اور قابلیت کے باعث حضور اکرم ﷺ نے ان کو کاتب وحی ہونے کا اعزاز عطا فرمایا تھا عہد رسالت میں آپؓ نے نمایاں خدمات سرانجام دیں اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کے عہد خلافت میں ان کو ایک فوجی دستے کا کمانڈر مقرر کیا گیا۔ حضرت عمر فاروقؓ کے عہد خلافت میں آپؓ کی خدمات کے اعتراف کے طور پر دمشق کے گورنر مقرر کئے گئے۔ حضرت عثمانؓ بن عفان کے دور خلافت میں آپؓ کو پورے شام کا گورنر مقرر کیا گیا تو آپؓ کی مقبولیت میں بے حد اضافہ ہو گیا۔ ۴۱ھ میں مسلمانوں نے آپؓ کے ہاتھ پر بالاتفاق بیعت کی اور آپؓ کی خلافت کا باقاعدہ آغاز ہو گیا۔ حضرت امیر معاویہؓ نے حضور اکرم ﷺ کا زمانہ دیکھا تھا اس لئے باوجود ایک حکمران کے وہ سادگی پسند شخصیت کے مالک تھے۔ انہوں نے زیادہ توجہ اندرونی اور بیرونی مخالف قوتوں کو قلع قمع کرنے پر دے کر اسلامی حکومت کو مضبوط بنایا اور وسعت دی۔ حضرت عمر فاروقؓ کے دور خلافت میں مجاہدین خشکی کے راستے سندھ تک پہنچ گئے دشمنوں کو شکست دے کر مال غنیمت حاصل کر کے واپس چلے گئے اور مستقل حکومت قائم نہ کی۔ حضرت امیر معاویہؓ نے اپنے دور خلافت کی ابتداء میں ہندوستان پر حملہ کرنے کے لئے ایک دستہ خشکی کے راستے روانہ کیا جو کابل کو فتح کرنے کے بعد درہ خیبر کے راستے ہندوستان پر مہلب کی کمان میں حملہ آور ہوا اور دوسرا دستہ بحری سفر کر کے بلوچستان کی طرف سے حملہ آور ہوا جس کی کمان منذر کے ہاتھ میں تھی۔ پہلے مکران اور پھر قلات کو فتح کرنے کے بعد سندھ پر حملہ کر کے کامیابی حاصل کر لی۔ اس کے ساتھ ہی امیر معاویہؓ کے دور خلافت میں مسلمانوں کی سلطنت کی حدود ہندوستان تک پہنچ گئیں۔

خراسان کے گورنر عبداللہ بن زیادہ نے ترکوں سے معرکہ آرائی کر کے بخارا کے راستے میں آنے والے بہت سے علاقے فتح کر لئے۔ بعد میں سعید بن عثمان ابن زیاد کی ادھوری مہموں کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے سعدانہ کے پایہ تخت تک جا پہنچے۔ ملکہ تیق نے صلح کی پیشکش کی مگر اہل شہر مقابلے کے لئے نکل پڑے جن میں بعد ازاں پھوٹ پڑ گئی اور آخر کار ملکہ کو صلح کرنا پڑی۔ اس کے بعد اسلامی لشکر نے سمرقند کا محاصرہ کیا اور اہل شہر نے مسلمانوں کے رعب میں آکر سات لاکھ درہم سالانہ ادا کرنے پر صلح کر لی۔ ترمذ کے باشندوں نے بھی بغیر لڑے ہوئے ہتھیار پھینک دیئے۔ ترکستان کی فتوحات مکمل کرنے کے بعد حضرت امیر معاویہؓ نے شمالی افریقہ کی فتوحات کی طرف توجہ دی جن کا خلافت راشدہ میں آغاز ہو چکا تھا۔ شمالی افریقہ کی فتوحات میں حضرت امیر معاویہؓ کے دو سالاروں کا بہت حصہ تھا جن کے نام عقبہ بن نافع اور معاویہ بن خدیج تھے۔ شمالی افریقہ کی فتوحات سے مسلمانوں کی قوت بہت مضبوط ہو گئی۔ عقبہ بن نافع باغی بربریوں کو شکست دے کر طرابلس' تیونس' لورۃ اور زناتہ تک جا پہنچے اور وہاں کے باشندوں کو اپنا مطیع بنا لیا۔ اس کے بعد سوڈان کے بہت سے علاقوں پر فوج کشی کر کے اسلامی سلطنت کی حدود میں شامل کرنے میں کامیاب ہو گئے اور بربریوں کے خطرے کو ہمیشہ کے لئے ختم کرنے کے لئے قیروان کی چھاؤنی قائم کر دی۔ امیر معاویہؓ کے دوسرے سپہ سالار معاویہ بن خدیج نے نرات' سوسہ اور جلولہ پر حملہ کر کے اسلامی پرچم لہرا دیا۔ خلافت راشدہ سے ایرانیوں اور رومیوں سے لڑائیوں کا سلسلہ جاری تھا جو آپؓ کے دور تک بھی پہنچ گیا تھا۔ اور آپؓ کی خواہش تھی کہ قسطنطنیہ کو فتح کر کے رومیوں سے جنگوں کے سلسلے کو ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا جائے چنانچہ ان سے آخری معرکہ کے لئے ایک بحری بیڑا تیار کرایا۔ ادھر حضور اکرمؐ نے قسطنطنیہ فتح کرنے والوں کو مغفرت کی بشارت دی تھی۔ مسلمانوں نے قسطنطنیہ کا محاصرہ کیا لیکن محل وقوع اور موسم کی ناموافقت کے باعث محاصرہ اٹھا لیا گیا پھر بھی محاصرے نے رومیوں کو خائف کر دیا اور انہوں نے چھیڑ چھاڑ بند کر دی۔ محاصرے کے دوران حضرت ابو ایوب انصاریؓ مرض الموت میں مبتلا ہو گئے اور ان کی وصیت کے مطابق ان کو قسطنطنیہ کی دیوار کے نیچے دفن کیا گیا۔ جنادہ بن امیہ کی قیادت میں جزیرہ روڈس پر اسلامی پرچم لہرا دیا گیا اور اس کے بعد جزیرہ رارواڈ مسلمانوں کے قبضے میں آ گیا۔ آپؓ نے ۲۲ رجب ۶۰ھ بمطابق ۶۸۰ء ۷۸ برس کی عمر میں وفات پائی آپؓ کی مدت خلافت انیس

برس اور چند مہینے تھی۔ آپؓ نے تجہیز اور تکفین کے بارے میں جو وصیت کی تھی اسی کے مطابق حضور اکرم ﷺ کے کرتہ مبارک کا کفن پہنایا گیا اور ناخن مبارک اور موئے مبارک کو ان کے منہ اور آنکھوں میں رکھ کر دفن کیا گیا۔

حضرت امیر معاویہؓ نے ۱۹ سالہ دور خلافت میں نظم و نسق کی اصلاح کر کے ملک کو استحکام دیا۔ فوجی اصلاحات کر کے ملک کو بیرونی حملوں سے محفوظ کیا۔ خلیفہ مرکزی حکومت کا سربراہ تھا۔ الگ الگ محکمے قائم کر کے ذمہ داریوں کو بانٹ دیا۔ ہر صوبے کے لئے ایک گورنر مقرر تھا۔ آپؓ نے فوج کو نئے سرے سے اس طرح منظم کیا کہ اس کا دنیا کی صف اول افواج میں شمار ہونے لگا تھا۔ ملکی حالات اور امن و امان کے قیام کے لئے پولیس کو باقاعدہ منظم کیا گیا خبر رسانی اور ڈاک کے لئے دیوان البرید کے نام سے ایک محکمہ قائم کیا' سرکاری ریکارڈ کو محفوظ کرنے کے لئے دیوان الخاتم کا محکمہ قائم کیا' مجاہدین کے بچوں کے لئے حضرت عمر فاروقؓ نے جو وظائف مقرر کر رکھے تھے ان کو جاری رکھا۔ اشاعت اسلام پر خصوصی توجہ دی جس کے نتیجے میں بہت سے لوگوں نے اسلام قبول کیا۔ آپؓ نے دیبا سے آراستہ غلاف کعبہ پر چڑھایا پرانی مسجدوں کی مرمت اور نئی مسجدوں کی تعمیر کا کام کرایا اور مسجدوں پر مینار بنانے کا طریقہ آپؓ ہی نے رائج کیا تھا۔ آپؓ کی شخصیت مجموعہ صفات تھی۔ نمایاں خصوصیت حلم تھی۔ آپؓ بے جا اور بے وقت سختی کے قائل نہ تھے نکتہ چینی کا جواب خندہ پیشانی سے دیتے تھے' انہوں نے مختلف عرب قبائل میں اس طرح توازن رکھا کہ انہیں دونوں کا عملی تعاون حاصل رہا وہ ایک مرتبہ حکمران' دور اندیش سیاست دان اور مقتدر صحابی تھے۔ حرم کی خدمت کے لئے غلام مقرر کئے تھے۔ فصاحت و بلاغت میں یکتا ہونے کے علاوہ ایک بہترین خطیب بھی تھے۔ مسجد میں بیٹھ کر شکایات کے ازالے کے حکم جاری کرتے تھے' رعایا کے کمزور سے کمزور اور غریب سے غریب شخص سے بھی باخبر رہتے تھے ان کی مقبولیت کی یہی ایک وجہ تھی۔

○

بقیہ: اسلامی خلافت

کی اصل جڑ اور بنیاد ہے' ایسے میں مغرب کے سامنے صرف ایک ہی راستہ ہے وہ یہ کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی تعلیمات اور خاص طور سے خاتم رسل حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت پر لبیک کہے' جن کی تعلیم یہ ہے کہ خالق کائنات سے ربط اور تعلق پیدا کیا جائے' جن کی دعوت یہ ہے کہ اعتدال اور توازن کے ساتھ اسباب زندگی اختیار کئے جائیں اور جن کا موقف یہ ہے کہ سامان راحت اور اسباب زندگی پر نہ تو ٹوٹ پڑا جائے اور نہ ہی رہبانیت اختیار کر کے ضروریات زندگی تک سے منہ موڑ لیا جائے' ارشاد باری ہے "دنیاوی زندگی کے تعلق سے صحیح موقف اور صحیح رائے یہی ہے کہ اس کے بارے میں یہ سمجھا جائے کہ یہ ایک محدود اور ختم ہو جانے والی زندگی اور دھوکے کا سامان ہے' لہٰذا بھلائی اور خیر اسی میں ہے کہ اعتدال کے ساتھ اس کو لیا جائے' اور دل کو اس سے اس طرح نہ باندھ دیا جائے کہ کھولنا ہی مشکل ہو۔"

آج مغرب اپنے موجودہ صنعتی اور سیاسی نظام کو چھوڑ کر نئے نظام کی خواہش نہیں رکھتا' اس لئے کہ اس نے اعلیٰ قسم کے نظام ہائے حیات کا تجربہ حاصل کیا ہے' اور اس کا علم' تحقیق اور فراست انتہا کو پہنچ چکی ہے' لہٰذا وہ مزید کسی نئے نظام کا خواہشمند نہیں' کیونکہ اسے اس میں اپنے مسائل کا حل نظر نہیں آتا' آج تو مغرب کو دلی چین اور قلبی سکون کی تلاش ہے جس سے اس کا نظام دیوالیہ ہو چکا ہے۔

حق کے داعیوں کے لئے ضروری ہے کہ اسباب حیات اور سامان زندگی سے مستفید ہونے اور ان کی حیثیت کی تعیین کے تعلق سے ان کی زندگی اعتدال اور جامعیت کا ایک قابل تقلید نمونہ ہو' اور اس سلسلہ میں علمی تشریح سے زیادہ عملی نمونے موثر ثابت ہو سکتے ہیں جب کہ اس نظریہ کو فروغ دینے میں علمی تشریح کی بھی ضرورت ہے جس سے صرف نظر نہیں کیا جا سکتا' لیکن وہ مسئلہ کا اصل حل نہیں ہے' اصل حل صحیح نمونہ زندگی میں ہے' تو کیا ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کرام رضی اللہ عنہم کی سنت کے عین مطابق اپنی زندگی کے قافلے کو ازسرنو آگے بڑھانے کا اقدام کرتے ہیں؟

واللہ من وراء القصد وھو یھدی السبیل

AL-ABDULLAH JEWELLERS
العبداللہ جیولرز
GOLD, SILVER BUYERS, SELLERS & ORDER SUPPLIERS
Shop NO. 86, Kundan Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Phon : 7512251

اسلامی معاشرہ میں ادیبوں اور صحافیوں کا کردار

کسی بھی معاشرے کے بناؤ اور بگاڑ میں ادیبوں اور صحافیوں کے کردار کو نظرانداز نہیں کیا جاسکتا' حکومت جن چار ستونوں پر استوار ہوتی ہے ان میں ایک صحافت بھی ہے۔ بانی پاکستان قائد اعظم محمد علی جناح نے فرمایا تھا کہ "صحافت ایک بہت بڑی قوت ہے' جو فائدہ بھی پہنچاسکتی ہے اور نقصان بھی' اگر یہ ٹھیک نہج پر ہو تو رائے عامہ کی رہنمائی بھی کرسکتی ہے۔"

اصلاح معاشرہ میں ادیبوں اور صحافیوں کے کردار کا ذکر کرنے سے پہلے یہ بات واضح کردی جائے کہ اگرچہ ادیب اور صحافی دونوں ہی قرطاس و قلم کے شہسوار ہیں' لیکن ان دونوں کے کام میں اس قدر مشترک کے باوجود کچھ فرق بھی ہے' صحافت میں صحت واقعات کی موجودگی لازمی ہے' لیکن ادب میں واقعیت کی موجودگی لازمی نہیں۔ صحافت میں معروضیت ہوتی ہے جبکہ ادب میں داخلیت ہوتی ہے' یہ ایک اہم فرق ہے' خبر کا بے لاگ اور غیر جانبدار ہونا ضروری ہے۔ صحافی ردعمل قارئین پر چھوڑ دیتا ہے' جبکہ ادیب ذاتی طور پر احساسات اور ردعمل کا اظہار کرتا ہے۔ صحافت میں عموماً" زندگی' زمانے اور معاشرے کے وقتی پہلو زیر بحث آتے ہیں' جبکہ ادب میں مستقل اور دائمی قدروں کو بحث کا موضوع بنایا جاتا ہے۔ ادب اور صحافت کے اس فرق کے باوجود اسلامی معاشرہ میں دونوں کی حیثیت مبلغ کی ہے' ایک وقتی حالات کو صداقت و دیانت کے پیمانے میں تول کر عوام کے سامنے پیش کرتا ہے اور دوسرا اپنی فکرانگیز تحریر کے ذریعے معاشرے میں جڑ پکڑنے والی خرابیوں کی نشاندہی کرتا ہے۔

قرآن مجید نے قلم کی عصمت کے حوالے سے اس کی عزت و آبرو کی قسم کھائی ہے ن والقلم وما یسطرون○ کا ذکر کرنے کے بعد کلام کا آغاز کیا گیا ہے' اس سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں لکھنے والے اور لکھی جانے والی تحریر کی کتنی قدرومنزلت ہے۔ ایک ادیب یا صحافی کو اپنے قلم سے نکلنے والے ایک ایک لفظ اور حرف کی جوابدہی اپنے رب کے ہاں آخرت میں کرنا ہوگی' کیونکہ قرآن مجید میں یہ واضح طور پر بتادیا گیا ہے کہ "وہ بات نہ کرو' جو تم خود نہیں کرتے"۔ (سورۃ الصف آیت ۲)

اسلامی معاشرے میں صحافیوں اور ادیبوں کے کردار کے حوالے سے یہ بات ذہن میں ضرور رہنی چاہئے کہ لکھنے والا جب خود اس بات پر عمل نہیں کرے گا تو پھر وہ معاشرے میں کسی قسم کا مثبت اور مثالی کردار ادا نہیں کرسکے گا۔ اس لئے ضروری ہے کہ یہاں ان باتوں کا تذکرہ کردیا جائے جو ایک صحافی اور ادیب کے لئے ضروری ہیں کیونکہ اسلامی معاشرے میں صحافی اور ادیب کا کردار ایک مبلغ کی طرح ہوتا ہے' اس لئے اگر وہ معاشرے کی اصلاح کرنا چاہتا ہے تو اسے سب سے پہلے خود اپنی اصلاح کی ضرورت ہے۔

معاشرے کی اصلاح کے لئے ضروری ہے کہ ادیب اور صحافی اپنی تحریروں میں سچ اور جھوٹ کی آمیزش نہ کرے' کیونکہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے ایسا کرنے والے پر لعنت کی ہے' جھوٹی تحریریں اور خبریں پھیلانا اخلاقی اور شرعی جرم ہے۔ اس لئے اس انتہائی نقصان دہ چیز سے احتراز لازم ہے' بصورت دیگر معاشرہ مزید خرابیوں اور برائیوں کی آماجگاہ بن جائے گا۔

قرآن مجید کا حکم ہے کہ جب بھی کوئی بات کہو تو عدل و انصاف کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑو' ایک مسلمان صحافی اور ادیب کے لئے ضروری ہے کہ کسی خبر یا واقعہ کو قلم بند کرتے وقت عدل و انصاف کا دامن نہ چھوڑے' ہمیشہ حق بات لکھے' خواہ اس کے لئے اسے کتنی ہی مشکلات برداشت کرنا پڑیں۔ اگر صحافی یا ادیب اپنے قلم کا چند پیسوں کی خاطر سودا کرلے تو درحقیقت وہ قلم کی عصمت و آبرو کا سودا کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اس نے اپنے ملک و قوم سے غداری و بے وفائی کا ارتکاب کیا ہے۔

اسلامی معاشرے میں ایک ادیب اور صحافی کا یہ کردار ہونا چاہئے کہ کھلی بے حیائی' فحاشی اور عریانی کے خلاف اپنے قلم کا استعمال تلوار کی مانند کرے' معاشرے کے اخلاق و کردار کو تباہ کرنے والے تمام حربوں کی نہ صرف نشاندہی کرے بلکہ عوام کو ان کے خلاف جہاد کرنے پر آمادہ و تیار بھی کرے۔

ایک مسلمان ادیب اور صحافی کا یہ کردار ہونا چاہئے کہ وہ قرطاس و قلم کے استعمال کے وقت ہر لحہ ملک و قوم کی سلامتی اور یکجہتی کو پیش نظر رکھے' ملک کے خفیہ رازوں کو سستی شہرت حاصل کرنے کے لئے طشت ازبام نہ کرے۔ آج اخبارات میں بسوں' ویگنوں کی دوڑ کی طرح ایک دوسرے سے خبروں میں سبقت لے جانے کی جو

اندھی دوڑ لگی ہوئی ہے' اس رو میں بہہ کر کسی صحافی کو ملکی رازوں کو افشاء نہیں کرنا چاہئے' ایک دوسرے سے آگے بڑھنے اور منفرد خبروں کی تلاش میں فرقہ وارانہ تعصبات' علاقائی اور نسلی تعصبات کو ہوا نہیں دینی چاہئے' ایک صحافی اور ادیب کو ہر حال ملک و قوم اسلامی معاشرے میں ایک ادیب اور صحافی کا فرض اور ذمہ داری ہے کہ اپنے مخصوص خیالات و نظریات کا اظہار اس طرح نہ کرے کہ اس کے نتیجہ میں معاشرہ میں انتشار اور ہیجانی کیفیت پیدا ہو جائے' معاشرے کو صحیح سمت پر چلانے اور عوام کی تربیت و رہنمائی کے لئے ضروری ہے کہ اپنی پسند اور ناپسند سے بالا تر ہو کر لکھا جائے' تجسس اور سنسنی خیزی پھیلا کر عوام میں انتشار پیدا کرنا کسی مسلم صحافی یا ادیب کو زیب نہیں دیتا۔

پاکستان میں شریعت بل کی منظوری کے بعد معاشرے کو اسلامی خطوط پر ڈھالنے کے لئے جو ہمہ جہت کوششیں شروع کی جارہی ہیں اس میں صحافیوں اور ادیبوں کے کردار میں کئی گنا اضافہ ہوگیا ہے۔ بدقسمتی سے ہمارے ذرائع ابلاغ سے وابستہ افراد کی اکثریت ان اسلامی اصول و ضوابط سے آگاہ نہیں' جن پر عمل کرنے کے نتیجہ میں ایک صحافی اور ادیب' مبلغ اسلام کا کردار ادا کر سکتا ہے' اس لئے یہ بات بہت ضروری ہے کہ صحافی اور ادیب حضرات کو معاشرے میں مثبت کردار ادا کرنے کے لئے ان کی ذمہ داریوں سے آگاہ کیا جائے۔

اس سلسلہ میں سب سے پہلی چیز جرات اظہار ہے' عقل جس راستے کو متعین کرنے میں مدد دیتی ہے' جرات اس منزل کے حصول کے لئے افراد کو مسلسل ترغیب دیتی ہے۔ ایک صحافی اور ادیب کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے اندر جرات اظہار پیدا کرے' تاکہ ترغیبات اور لالچ و خوف اسے سچائی کے راستے سے ہٹا نہ سکے۔

صداقت : ایک اچھے صحافی اور ادیب کے لئے ضروری ہے کہ وہ ایک ایک لفظ لکھتے ہوئے اس احساس کو اپنے پیش نظر رکھے کہ آخرت میں اسے اپنے لکھے ہوئے ہر لفظ کی اللہ رب العالمین کے حضور جوابدہی کرنی ہے' یہ احساس اس صورت میں پیدا ہو سکتا ہے جب حق و صداقت کو اپنا شعار بنالیا جائے' اس سلسلے میں ضرورت اس بات کی ہے کہ تحریروں کی اشاعت میں نہایت احتیاط برتی جائے اور اسلامی احکام کی پابندی کی جائے' مملکت خداداد کے اساسی نظریہ کے خلاف کوئی تحریر نہ لکھی جائے اور اپنی تحریروں میں انسانیت کے شرف و وقار کو ملحوظ رکھا جائے۔

مسلمان صحافی اور ادیب ہونے کے ناطے سے ان پر یہ ذمہ داری بھی عائد ہوتی ہے کہ وہ اپنی تحریروں کے ذریعے نیکی اور بھلائی کو فروغ دے۔ قرآن مجید میں ہے کہ "اور چاہئے کہ تم میں سے ایک جماعت ایسی ہو جو نیکی کا حکم دے اور برائی سے روکے' اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں"۔ (سورۃ آل عمران ۱۰۴)

امام ابن تیمیہ کا قول ہے کہ "نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا اس دنیا میں بہت ضروری ہے۔ اب اگر ایک شخص کو اللہ تعالیٰ نے جس چیز کے کرنے کا حکم دیا ہے' اس کے کرنے کی تلقین نہیں کرتا اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے جس کام کا حکم نہیں دیا' اس سے اسے نہیں روکتا' یا کسی شخص کو نیکی کا حکم نہیں دیا جاتا اور برائی سے نہیں روکا جاتا' تو نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ شخص اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا مجرم قرار پائے گا۔"

ذرائع ابلاغ سے وابستہ مسلم صحافیوں اور ادیبوں کے لئے حکم قرآنی ہے کہ "اے لوگو! جو ایمان لائے ہو' انصاف کے علمبردار اور خدا واسطے کے گواہ بنو' اگرچہ تمہاری گواہی کی زد خود تمہاری اپنی ذات یا تمہارے والدین اور رشتہ داروں ہی پر کیوں نہ پڑتی ہو...... اگر تم نے لگی لپٹی بات کہی یا سچائی سے پہلو بچایا تو جان رکھو کہ جو کچھ تم کرتے ہو اللہ کو اس کی خبر ہے"۔ (سورۃ النساء ۱۳۵)

اسلامی معاشرے میں ایک ادیب اور صحافی کی فراہم کردہ اطلاع' خبر یا تحریر درحقیقت ایک شہادت اور گواہی ہے' شہادت اور امر واقعہ کو چھپانا' اس کا اظہار نہ کرنا' اللہ کے نزدیک گناہ ہے' حکم قرآنی ہے "شہادت ہرگز نہ چھپاؤ' جو شہادت چھپاتا ہے' اس کا دل گناہ سے آلودہ ہے' اور اللہ تمہارے اعمال سے بے خبر نہیں ہے"۔ (سورۃ البقرہ ۲۸۳)

ایک مسلمان صحافی اور ادیب کی حیثیت' معاشرے میں ایسے باثر افراد کی ہوتی ہے' جن کی تحریریں عوام الناس کے فکر و عمل پر اثر انداز ہوتی ہیں' قرآن مجید نے جہاں ایک عام مسلمان کے اخلاق و کردار کو سنوارنے اور اسے اس کی ذمہ داریوں سے آگاہ کیا ہے' وہیں یہ ہدایات و رہنمائی ایک صحافی اور ادیب کے لئے بنیادی لائحہ عمل کی حیثیت رکھتی ہیں۔

قرآن مجید میں ہے کہ "اے لوگو! جو ایمان لائے ہو' نہ مرد دوسرے مردوں کا مذاق اڑائیں' ہو سکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں' آپس میں ایک دوسرے پر لعن طعن نہ کرو' اور نہ ایک دوسرے کو برے القاب سے یاد کرو"۔ (سورۃ الحجرات ۱۱)

بدگمانی کے حوالے سے حکم قرآنی ہے کہ "گمان کرنے سے پرہیز کرو' کہ بعض گمان گناہ ہوتے ہیں"۔ (سورۃ الحجرات ۱۲)

آج کے دور میں ذرائع ابلاغ نے عورت کو تشہیر کا ذریعہ بنا رکھا ہے' ٹی وی اور اخبارات و رسائل میں عورت کا جس طرح سے استحصال کیا جارہا ہے' وہ انسانیت کے منہ پر زبردست طمانچہ ہے' معاشرے میں فحاشی و عریانی اور بگاڑ پھیلانے

میں سب سے بڑا حصہ ٹی وی اور اخبارات و رسائل کا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ ان ذرائع سے وابستہ صحافی اور ادیب بحیثیت مسلمان اپنی ذمہ داریاں محسوس کریں اور اس حکم قرآنی کو ہمیشہ پیش نظر رکھیں کہ "جو لوگ پاک دامن' بے خبر مومن' بے خبر مومن عورتوں پر تہمتیں لگاتے ہیں' ان پر دنیا و آخرت میں لعنت کی گئی ہے اور ان کے لئے بڑا عذاب ہے' وہ اس دن کو بھول نہ جائیں' جب انکی اپنی زبانیں اور انکے ہاتھ پاؤں ان کے کرتوتوں کی گواہی دیں گے۔ اس دن اللہ انہیں بھرپور بدلہ دے گا' جس کے وہ مستحق ہیں اور انہیں معلوم ہوجائے گا کہ اللہ ہی حق ہے' سچ کو سچ کر دکھانے والا"۔ (سورۃ النور ۲۳)

اسلام نے مسلم معاشرے میں لوگوں کو جن بنیادی حقوق سے نوازا ہے' ان میں نجی زندگی کا [illegible]ی ہے۔ لیکن ہمارے معاشرے میں صحافی اور ادیب حضرات اس جانب خاص توجہ نہیں دیتے' بلکہ غیر ضروری طور پر لوگوں بالخصوص معروف شخصیتوں کے حوالے سے اسکینڈل تخلیق کرنے کے لئے اپنی حدود کار سے تجاوز کرتے ہیں' قرآن مجید میں واضح طور پر حکم دیا گیا ہے کہ "اور تجسس نہ کیا کرو' اور تم میں سے کوئی کسی کی غیبت نہ کرے' کیا تمہارے اندر کوئی ہے' جو اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھانا پسند کرے' دیکھو تم خود اس سے گھن کھاتے ہو"۔ (سورۃ الحجرات ۱۲)

صحافیوں اور ادیبوں کی قرآن مجید نے قدم قدم پر رہنمائی کی ہے تاکہ انکا قلم' جس کی عصمت و حرمت کی قسم خود اللہ تعالیٰ نے کھائی ہے' حالات و واقعات کے دھارے میں بہہ کر بے قابو نہ ہوجائے' اور محض سنی سنائی باتوں کی بنیاد پر اپنے قلم کا استعمال نہ کریں' بلکہ ایک ایک لفظ لکھنے سے پہلے احساس ذمہ داری کے ساتھ اس کی تصدیق کرلیا کریں۔ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے "اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لے کر آئے تو تحقیق کرلیا کرو' ایسا نہ ہو کہ تم کسی گروہ کو بے جانے بوجھے نقصان پہنچا دو اور پھر اپنے کئے پر پچھتاؤ"۔ (سورۃ الحجرات ۶)

> **مسلمان صحافی اور ادیب ہونے کے ناطے ان پر یہ ذمہ داری بھی عائد ہوتی ہے کہ وہ اپنی تحریروں کے ذریعے نیکی اور بھلائی کو فروغ دیں**

قصہ مختصر یہ کہ اسلامی معاشرے کی تشکیل و تعمیر میں جہاں مختلف شعبہ ہائے زندگی سے وابستہ افراد پر متعین ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں' وہیں ذرائع ابلاغ سے وابستہ صحافیوں اور ادیبوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ پہلے خود اپنی ذمہ داریوں کا شعور حاصل کریں اور پھر ان کی روشنی میں مسلم معاشرے کی اصلاح کے لئے ایک داعی اور مبلغ کا کردار ادا کریں۔ قائد اعظم محمد علی جناح نے ذرائع ابلاغ سے وابستہ افراد سے خطاب کرتے ہوئے بڑے پتے کی بات کی تھی کہ "قوم کی ترقی اور فلاح و بہبود کے لئے صحافت ایک اہم ضرورت ہے کیونکہ زندگی کے تمام شعبوں میں سرگرمیوں کو آگے بڑھانے کے لئے صحافت ہی وہ واحد ذریعہ ہے جو قوم کی رہنمائی کرتی ہے اور رائے عامہ کو تشکیل دیتی ہے۔"

سفارشات:

○ اسلامی معاشرے میں ادیبوں اور صحافیوں کے کردار کا تعین کرنے کے لئے ضروری ہے کہ قرآن و سنت نے ذرائع ابلاغ کے لئے جن حدود و قیود کا ذکر کیا ہے۔ بحیثیت مسلمان' ادیب اور صحافی انہیں حرز جاں بنائے۔

○ ایک اسلامی فلاحی معاشرہ میں صحافی اور ادیب کی حیثیت مبلغ کی ہوتی ہے۔ اس لئے اسے اپنی ادبی و صحافتی ذمہ داریوں کو ادا کرتے ہوئے درج ذیل چیزوں کو پیش نظر رکھنا چاہئے:

۱۔ قول و فعل کا تضاد نہیں ہونا چاہئے۔

۲۔ حق کی گواہی کو چھپانے سے احتراز کرنا چاہئے۔

۳۔ معاشرے کی اصلاح کے ساتھ ساتھ اپنی ذات کی اصلاح بھی کرے۔

۴۔ تحریروں میں سنسنی خیزی پیدا کرنے سے اجتناب کرنا چاہئے۔

۵۔ جھوٹ اور سچ کو ملا کر مبالغہ آرائی نہیں کرنی چاہئے۔

۶۔ کسی بھی حال میں ذاتی مفادات کو قومی مفادات پر ترجیح نہ دے۔

۷۔ قلم کی عصمت و آبرو کو ماں اور بہن کی عصمت و آبرو کی طرح مقدس و محترم سمجھے۔

۸۔ فحاشی' بے حیائی اور عریانی پھیلانے سے اجتناب کرے اور جو اس کا ارتکاب کرے اس کے خلاف قلمی جہاد کرے۔

۹۔ معاشرے میں سیاسی عدم استحکام پیدا کرنے والی' بلکہ ہر قسم کی افواہیں پھیلانے سے احتراز کرے۔

۱۰۔ سچائی کے اظہار کے لئے کسی قسم کا سیاسی سماجی دباؤ قبول نہ کرے۔

۱۱۔ لوگوں کی نجی زندگی کو اپنی تحریروں کا موضوع بنا کر اسکینڈل تخلیق نہ کرے۔

۱۲۔ محض سنی سنائی باتوں پر اپنی رائے قائم کرکے عوام کو گمراہ نہ کرے۔

۱۳۔ اپنے قلم کی طاقت سے معاشرے میں بگاڑ پیدا کرنے والی تمام برائیوں کے خلاف عوام کو جہاد پر آمادہ کرے۔

(بشکریہ "دعوۃ اکیڈمی" اسلام آباد)

○

اخبار ختم نبوت

تحفظ ناموس رسالت کے مقدمات فوجی عدالتوں میں چلائے جائیں

ٹنڈو آدم (پ ر) افسوس کی بات ہے کہ اسلامی ملک میں جگہ جگہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی ہو اور پاکستانی حکمران یعنی گورنر پنجاب کے سامنے بادشاہی مسجد لاہور میں لاکھوں فرزندان توحید کی موجودگی میں ایک لعین کھڑا ہو کر یہ کہے کہ "میں آخری نبی ہوں' مجھ پر ایمان لاؤ" اور گورنر کا اسے زندہ چھوڑ دینا اسے قتل کا حکم نہ دینا قابل مذمت فعل ہے' دوسری طرف قادیانیوں کے خلاف پاکستان کی نچلی عدالتوں سے لے کر اعلیٰ عدالتوں میں مقدمات زیر سماعت ہیں' جنہیں دس سال سے زائد ہو چکے ہیں' مسلمان ججوں کی بے حسی کہ ان مقدمات کو ناقابل سماعت سمجھ کر یا کسی اور وجہ سے چھوڑ رکھا ہے۔ گستاخ رسول کو اسلام نے زندہ رہنے کا حق ہی نہیں دیا ہے۔ لہٰذا ہم حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ ٹنڈو آدم سے جو چھ مقدمات سانگھڑ کراچی منتقل کر دیئے گئے ہیں یہ "ختم نبوت" سے کھلی بغاوت اور قادیانیوں سے دوستی کا ثبوت ہے بالخصوص سابق وزیر گستاخ رسول کنور ادریس قادیانی پر جو حال ہی میں ٹنڈو آدم میں جو مقدمہ درج ہوا غیر معمولی اور ناجائز الزام پر کہ علامہ احمد میاں حمادی جو کہ اس مقدمے کے فریادی ہیں وہ کنور ادریس کو قتل کروا دیں گے' اسے بھی کراچی منتقل کر دیا گیا اب ان مقدمات کو ٹنڈو آدم واپس لایا جائے اور فوجی عدالت میں مقدمات چلا کر گستاخان رسول ﷺ کو ختم کر دیا جائے۔ ان خیالات کا اظہار عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ٹنڈو آدم کے ترجمان نے اپنے ایک بیان میں کیا۔

میاں صاحب اگر اسلامی نظام کے نفاذ میں مخلص ہیں تو قادیانیوں کو اعلیٰ عہدوں سے فارغ کر دیں

(علامہ احمد میاں حمادی)

ٹنڈو آدم (پ ر) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سندھ کے کنوینر اور تنظیم تحفظ ناموس خاتم الانبیاً پاکستان کے مرکزی صدر علامہ احمد میاں حمادی نے اپنے ایک بیان میں کہا ہے کہ اگر میاں نواز شریف صاحب اسلامی نظام کے نفاذ میں مخلص اور سچے ہیں تو بد ترین گستاخان رسول اور ملک و ملت کے غدار قادیانیوں اور نام نہاد احمدیوں کو ملک کے اعلیٰ عہدوں سے برطرف کریں۔ ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی جس کو حکمرانوں سمیت عوام بھی مسلمان سائنس دان سمجھتی ہے پاکستان کی پیشانی پر سرخ الفاظ سے اس کی یہ بکواس لکھی ہوئی ہے کہ جب ان کو ذوالفقار علی بھٹو مرحوم نے کافر قرار دیا تو نام نہاد مذکورہ ڈاکٹر نے پاکستان کو یہ کہتے ہوئے خیرباد کہا تھا کہ "جس ملک میں ہمیں کافر قرار دیا گیا ہے اس لعنتی ملک پر میں کبھی بھی اپنا پاؤں نہیں لگاؤں گا" نواز شریف صاحب! خدارا ہوش کے ناخن لیں ایسے ملک کے بد ترین غداروں کو اعلیٰ عہدوں سے برطرف کر کے مسلمان ہونے کا ثبوت دے۔

علامہ صاحب نے مزید کہا کہ اسلامی نظام کے نفاذ کے لئے جہاد کرنا پڑتا ہے جو کہ اسلام کی روح ہے اور قادیانیوں جو کہ فوج کے آٹھ سو سے زائد اہم عہدوں پر بیٹھے ہوئے ہیں وہ سرے سے ہی جہاد کے منکر ہیں ان کے جھوٹے نبی نے خود اپنے ایک مصرعے میں کہا کہ "حرام ہے اب دین کے لئے جنگ و قتال" اور فوج میں تو ہوتا ہی جہاد ہے اور قادیانی جن کے مذہب میں جہاد حرام ہے وہ پاکستان کے لئے اور اسلام کے لئے کیونکر جہاد کریں گے۔

علامہ حمادی صاحب نے کہا کہ میں ذمہ داری سے کہتا ہوں بھرپور وثوق سے کہتا ہوں کہ جب بھی پاک و ہند جنگ چھڑی میرے الفاظ میاں صاحب نوٹ کر لیں کہ یہ قادیانی پاکستان سے بغاوت کر بیٹھیں گے۔ جو کہ پاک فوج کی پیشانی پر سب سے بڑا دھبہ ہوگا' میں حکومت سے اور بالخصوص نواز شریف اور جنرل پرویز مشرف سے بھرپور مطالبہ کرتا ہوں کہ قادیانیوں کو پاک فوج سے الگ کیا جائے اور پاکستان کا تحفظ کیا جائے۔ سچ کہا مفکر پاکستان علامہ اقبالؒ نے "قادیانی اسلام و ملک دونوں کے غدار ہیں" لہٰذا حکومت عقل کے ناخن لے۔

نعت رسول مقبول ﷺ

ڈاکٹر اظہار افسر

زندگی کا حاصل ہے باعث سعادت ہے
ذکر احمد مرسلؐ دوستو! عبادت ہے

یہ خدائے برتر کی ہم پہ خاص عنایت ہے
وہ نبیؐ ملا ہم کو جو دونوں جہاں کی رحمت ہے

عرش و فرش اس کے ہیں وہ نشان عظمت ہے
جس کو کملی والے سے پیار ہے محبت ہے

جہل ہے ضلالت و کفر شرک بدعت ہے
پھر حضورؐ دنیا کو آپ کی ضرورت ہے

تارک فرائض ہے سنتوں سے نفرت ہے
پھر بھی پیر صاحب کو دعوۂ محبت ہے

سائلان مرقد سے مانگنا مرادوں کا
ذات حق میں شرکت ہے اور کھلی بغاوت ہے

این و آں کی رنگینی مرحومہ کی تابانی
میرے مصطفیؐ سب کچھ آپ کی بدولت ہے

کیا نصیبوں والی ہے قسمت آپ کی افسر
وقت نزع ہونٹوں پر کلمۂ شہادت ہے

مکتبہ لدھیانوی اور مجلس تحفظ ختم نبوت کی مطبوعات

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی کی تصنیفات ایک نظر میں

آپ کے مسائل اور ان کا حل (آٹھ جلدیں)	۱۱۹۰/ روپے
اختلاف امت اور صراط مستقیم (مکمل)	۱۵۰/ روپے
اختلاف امت اور صراط مستقیم (حصہ اول)	۹۰/ روپے
عصر حاضر احادیث نبویؐ کے آئینے میں	۳۳/ روپے
ذریعۃ الوصول الی جناب الرسولؐ (بڑی)	۸۰/ روپے
ذریعۃ الوصول الی جناب الرسولؐ (چھوٹی)	۵۰/ روپے
شخصیات و تاثرات	۱۲۵/ روپے
رسائل یوسفی	۱۲۵ روپے
شیعہ سنی اختلاف اور صراط مستقیم	۱۵۰/ روپے
اطیب النغم	۴۰/ روپے
سیرۃ عمر بن عبد العزیزؒ	۶۰/ روپے
حسن یوسف (مقالات کا مجموعہ)	۱۵۰/ روپے
تحفہ قادیانیت (تین جلدیں)	۵۰۰/ روپے
کشف فار قادیانیز	۲۰۰/ روپے
نشر الطیب (از حضرت تھانویؒ)	۱۰۰/ روپے
اعلیٰ عدالتوں کے تاریخی فیصلے (محمد فیاض)	۱۵۰/ روپے
قادیانیت کا علمی محاسبہ (پروفیسر محمد الیاس برنی)	۳۰۰/ روپے
احتساب قادیانیت (حصہ اول مولانا لال حسین اخترؒ)	۱۰۰/ روپے
احتساب قادیانیت (حصہ دوم مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ)	۱۵۰/ روپے
رئیس قادیاں (مولانا محمد رفیق دلاوری)	۱۵۰/ روپے
خطبات ختم نبوت (دو جلدیں) مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی	۳۰۰/ روپے
تاریخی قومی دستاویز (مولانا اللہ وسایا)	۱۵۰/ روپے
قادیانیت کا سیاسی تجزیہ (حافظ طارق محمود)	۳۰۰/ روپے
تحفظ ناموس رسالت اور گستاخ رسول کی سزا (ایچ ساجد اعوان)	۲۰۰/ روپے
ثبوت حاضر ہیں (متین خالد)	۳۰۰/ روپے
قادیانیت سے اسلام تک (متین خالد)	۲۰۰/ روپے

برائے رابطہ۔ مکتبہ لدھیانوی مسجد باب الرحمت پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی فون ۷۷۸۰۳۳۲۷ نوٹ۔ جو حضرات دینی مدارس کے طلباء میں مفت کتابیں تقسیم کرنا چاہتے ہیں وہ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی صاحب سے رجوع کریں۔

کیا آپ نے کبھی غور کیا؟

قادیانی

ہمارے نوجوانوں کو ورغلا کر مُرتد بنا رہے ہیں
اس مقصد کے لئے وہ کروڑوں روپے پانی کی طرح بہا رہے ہیں

جب آپ حق پڑھیں تو ...

آپ نے ناموسِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلّم اور عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے کیا انتظام کیا؟ کیا یہ آپ کی ذمّہ داری نہیں کہ قادیانیوں کی خطرناک سرگرمیوں کے بارے میں معلومات حاصل کریں؟
اگر ہے تو آج ہی ملّت اسلامیہ کے بین الاقوامی ہفت روزہ

خوبصورت ٹائیٹل
کمپیوٹر کتابت
عُمدہ طباعت

ہر جمعہ کو پابندی سے شائع ہوتا ہے

ہفت روزہ
ختم نبوّة
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوة کا ترجمان

کا مطالعہ کیجئے

ختم نبوّة
عالمی مجلس تحفظِ ختم نبوت پاکستان کی
بھرپور نمائندگی کرتا ہے اور مجلس کے پیغام کو
دنیا کے کونے کونے تک پہنچاتا ہے
[illegible]
اصلاحی مضامین شائع کیے جاتے ہیں
مرزائیت کا بھی جدید انداز میں تجزیہ کیا جاتا ہے

اَلحمدُ لِلّٰہ
یہ ہفت روزہ امریکہ، برطانیہ، اسپین
ماریشس، جنوبی افریقہ، نائیجیریا،
سعودی عرب، قطر، بنگلہ دیش
آسٹریلیا اور دنیا کے کئی دیگر
ملکوں میں جاتا ہے۔

تعاون کا ہاتھ بڑھائیے
خریدار بنیئے — بنائیے
اشتہارات دیجئے
مالی امداد فراہم کیجئے

اِنشاء اللہ اس میں دُنیا و آخرت کا فائدہ ہے